قسط : ۱

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اُن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطاء فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

صکوک سے کیا مراد ہے ؟

اَشرف محمد دوابہ اپنی کتاب " الصكوك الاسلاميه " میں لکھتے ہیں :

اِصطلاح میں صک مالی دَستاویز (ورقہ مالیہ) کو کہتے ہیں۔ مالی دَستاویز کا اِطلاق حصص (Shares) اَور سندات (Bonds,Certificates) پر بھی کیا جاتا ہے اِس لیے ہر صک اَور ہر سند کی کچھ نہ کچھ مالی قیمت ہوتی ہے۔

مالی دَستاویز کی یہ تعریف کی گئی ہے :

''یہ وہ مطبوعہ دَستاویز ہے جس پر متعلقہ ضروری تفصیلات درج ہوں مثلاً صکوک کی صورت میں صکوک جاری کرنے والے کا نام اَور صک کی قیمتِ اِسمیہ (Face Value)۔ اِسی طرح اِس میں متعلقہ اَفراد کے حقوق اَور اُن کی ذمہ داریاں بھی درج ہوں مثلاً یہ کہ حاملِ صک حاصل ہونے والے نفع کا اَور صک کی مدت کے پورا ہونے پر صک کی قیمت کا حقدار ہے اَور صک جاری کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ حاملِ صک کو حاصل ہونے والا نفع اَور مدت پوری ہونے پر صک کی قیمت اَدا کرے۔''

مالیاتی اَور اِقتصادی دائرے میں صک یا صکوک کی اِصطلاح اَور سند و سندات کی اِصطلاح ہم معنٰی ہیں اَور یہ اِس بات کی ضمانت ہے کہ اِن کے حامل کا اِن میں ثابت شدہ حق ضائع نہیں ہوگا۔

کمپنی کا حصہ (Share) شرکت کے رأس المال میں ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اَور حامل حصہ (Share Holder) شرکت کے موجودات و اَثاثوں کے ایک حصے کا اَور شرکت میں حاصل ہونے والے نفع کے ایک حصہ کا حقدار ہوتا ہے۔

''سند'' قرض و دین میں شرکت کو کہتے ہیں اَور حامل سند سود جو کہ شرعًا حرام ہے اِس کا حقدار ہوتا ہے۔

ہم عصر فقہاء نے سندات کے لفظ کے بجائے صکوک کے لفظ کو ترجیح دی اَور وہ صکوک کا اِطلاق سرمایہ کاری اَور تمویل کے اُن دستاویزی ذرائع پر کرتے ہیں جو اَشیاء (اعیان) کی ملکیت، منافع کی ملکیت یا دونوں کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہوں اَور جن میں اَحکامِ شرعیہ کا لحاظ رکھا جاتا ہو اَور جو سودی عنصر سے خالی ہوں اَور جو سودی سندات سے مختلف ہوں جن میں قرض و دین کی نمائندگی ہوتی ہے۔

اِسلامی تمویل کے اِداروں کی اَکاؤنٹنگ و آڈیٹنگ تنظیم (Accounting & Auditing Organisation for Islamic Institutions=AAOIFI) کے تیار کردہ معاییر شرعیہ (Sharia Standards) نے صکوکِ اِسلامی کو صکوکِ اِستثماری (یعنی سرمایہ کاری کے صکوک) کا نام دیا تاکہ اُن کو مروجہ حصص اَور سندات سے اِمتیاز حاصل ہو اَور صکوک کی یہ تعریف کی :

''صکوک ایسی دَستاویز ہیں جو یکساں قیمت کی ہوں اَور جو اَشیاء (اعیان) یا منافع یا خدمات کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اَثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر متعین حصے کی نمائندگی کرتے ہوں۔ یہ سب کچھ اُس وقت ثابت ہوتا ہے جب صکوک خریدنے والوں سے اُن کی قیمت وصول کی جاچکی ہو اَور صکوک کی فروخت بند کر دی گئی ہو اَور جس غرض سے صکوک جاری کیے گئے ہوں اُس میں رقم کا اِستعمال شروع کر دیا گیا ہو۔''

عالمی مجمع فقہ اِسلامی نے صکوکِ مضاربت کی یہ تعریف کی :

''یہ سرمایہ کاری اَور تمویل (Financing) کا ایسا ذریعہ ہے جس میں رأس المال کو مساوی حصوں پر تقسیم کرتے ہیں ۔اِس کی صورت یہ ہے کہ رأس المال کی یکساں قیمت کی اَکائیاں بنا کر اُن کو پبلک میں فروخت کے لیے جاری کرتے ہیں۔ (اِن اکائیوں کو صکوک کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے) اِن صکوک کے حامل

رأس المال کے غیر متعین حصوں یا رأس المال جن اَشیاء میں تبدیل ہو سابقہ تناسب سے اِن کے غیر متعین حصوں کے مالک ہوتے ہیں۔''

مجلس خدماتِ مالیہ اِسلامیہ نے صکوک کی یہ تعریف کی :

''موجود اَشیاء میں یا مختلف اَشیاء کے مجموعہ میں یا کسی خاص منصوبے کے موجودات میں یا کسی تمویلی سرگرمی میں فیصدی نسبت کے اِعتبار سے حقِ ملکیت کو صکوک کہتے ہیں۔''

صکوک سے متعلق کچھ اِصطلاحات

(۱) صکوک کے موجودات :

اِن سے مراد حاصل شدہ سرمایہ سے خریدکردہ اَشیاء یا منافع یا خدمات ہیں یا اِن میں سے کل یا بعض کا مجموعہ ہے۔

(۲) صکوک کے عقود :

اِن سے مراد وہ عقود ہیں مثلاً مضاربہ، مشارکہ اَور اِجارہ جن کی بنیاد پر صکوک کی فروخت سے حاصل رقم کی سرمایہ کاری کی جاتی ہے، اِن عقود کا شرعًا معتبر ہونا ضروری ہے۔

(۳) صکوک کا اِصدار :

اِس سے مراد صکوک تیار کر کے اِن کو عام فروخت کے لیے جاری کرنا ہے اَور ایسا کرنے والے کو'' مُصدرِ صکوک '' کہتے ہیں۔

(۴) حاملینِ صکوک :

وہ لوگ جو صکوک خریدتے ہیں اَور اِس طرح سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔

(۵) تصفیہ اَور اِطفائے صکوک :

صکوک کی مدت ختم ہونے پر مُصدرِ صکوک کا صکوک کو واپس خریدنا۔

(۶) صکوک کا تداول :

سرمایہ کاری کے عمل کے شروع ہونے کے بعد لوگوں کی آپس میں صکوک کی خرید و فروخت کرنے کو تداول کہا جاتا ہے۔

(۷) اِسترادِ صکوک :

صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے مُصدرِ صکوک کا صکوک کو واپس خریدنے کو ''اِسترداد'' کہتے ہیں۔

(۸) تصنیفِ ائتمانی (Credit Rating) :

سندات و صکوک کا اِجراء کرنے والی کمپنی یا اِدارے کو کس درجے میں حاملینِ صکوک اَور حاملینِ سندات کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی قدرت ہے۔ اِس قدرت کی تعیین کرنے کو ''تصنیفِ ائتمانی'' کہتے ہیں۔

(۹) سندات و صکوک کے فروخت کرنے کے بازار :

یہ بازار دَو قسم کے ہوتے ہیں : اِبتدائی بازار اَور ثانوی بازار

(i) اِبتدائی بازار (Primary Market) :

اِس میں اَوراقِ مالیہ یعنی صکوک و سندات کو اِبتداءً فروخت کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

(ii) ثانوی بازار (Secondary Market) :

یہ وہ مالیاتی بازار ہے جس میں پہلے سے خریدے ہوئے صکوک اَور سندات کی بار بار خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔

صکوک سازی اَور صکوک کی کچھ مزید تفصیل

گلوبل اِنویسٹمنٹ ہاؤس (Global Investment House) کی طرف سے شائع کردہ مضمون میں ہے :

مروجہ سرمایہ کاری بینک اپنے گاہک کے لیے قرض کی بڑی رقم کا بندوبست کرنے کی خاطر تمویلی تدبیر کرتے ہوئے اَوراقِ مالیہ کی تخلیق کرتا ہے پھر یہ بینک پبلک اَور پرائیویٹ دونوں قسم کی مارکیٹوں میں اِن اَوراقِ مالیہ کو فروخت کر کے روپیہ حاصل کرتا ہے۔

اِسلامی سرمایہ کاری بینک بھی بعینہٖ یہی کام کرتا ہے۔ بس اِتنا فرق ہے کہ اِس کی تمویلی تدبیریں شریعتِ اِسلامیہ کے اَحکام کی پابند ہوتی ہیں اَور اِس کی مخالفِ شریعت تدبیریں خود بخود کالعدم قرار پاتی ہیں۔

اِسلامی مالیاتی اَوراق جن کو صکوک کا نام دیا گیا ہے اُن کی تخلیق دو طرح سے ہو سکتی ہے :

(۱) بِلا واسطہ مالی اَوراق سازی :

اِس میں اَوراقِ مالیہ کا عام فروخت کے لیے اِجراء ہوتا ہے اَور اِس سے جو سرمایہ حاصل ہوتا ہے اُس سے صکوک جاری کرنے والا اَثاثے خریدتا ہے یا کوئی کاروباری منصوبہ شروع کرتا ہے۔ اِن اَثاثوں سے یا منصوبوں سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اُسے حاملینِ صکوک میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۲) بواسطہ اَثاثہ اَوراق سازی یا صکوک سازی یا تصکیک :

اِس میں صکوک سازی کرنے والے کے پاس جو اَثاثے ہوں اُن کی تعیین کر کے اَور اُن کو جمع کر کے اُن کی مالیت کے صکوک بنائے جاتے ہیں اَور اِن اَثاثوں ہی کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء کیا جاتا ہے۔ اِن اَثاثوں پر جو نفع حاصل کیا جاتا ہے وہ حاملینِ صکوک میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

آج تک جتنے صکوک جاری کیے گئے اُن میں سے اَکثر وہ ہیں جو اَثاثوں کی بنیاد پر (Asset-based) ہوتے ہیں اَثاثوں کی تائید پر (Asset-backed) نہیں ہوتے۔ اِس کا اَثر صکوک کی تصنیفِ ائتمانی (Credit Rating) پر پڑتا ہے۔ اَثاثوں کی تائید کی صورت میں حاملینِ صکوک کو جاری کرنے والی کمپنی کی قوتِ اَدائیگی پر اِعتماد کرنا پڑتا ہے جبکہ اَثاثوں کی بنیاد کی صورت میں اِعتماد کے لیے اَثاثے موجود ہوتے ہیں۔

علاوہ اَزیں ایک اہم بات یہ ہے کہ اَثاثے کی بنیاد پر (Asset-based) صکوک کے معاملے میں اَثاثے کی مارکیٹ ویلیو (Market Value) کا صکوک کی واپس خریداری (Buy back) پر کچھ اَثر نہیں پڑتا کیونکہ شروع میں شرائط طے کرتے ہوئے واپسی کی قیمت بھی طے کردی جاتی ہے۔

اَب سے کچھ ہی عرصہ پہلے مارکیٹ میں ایسے صکوک بھی سامنے آئے جن کے مقابل اَثاثے اَور نقدی دونوں کا مجموعہ تھا بلکہ متعدد واقعات ایسے بھی ہوئے جن میں مادّی اَثاثوں کے نہ ہوتے ہوئے ایک نئے کاروبار کے لیے صکوک جاری کیے گئے۔

حال ہی میں متبدل (Convertible اَور Exchangeable) صکوک بھی جاری ہوئے، یہ وہ صکوک ہیں جو Shares میں تبدیل کیے جاسکتے ہیں۔

صکوک کی ضرورت اَور فائدے

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ اپنے مقالے " الصكوك وتطبيقاتها المعاصرة " میں لکھتے ہیں :

"صکوک جو شریعتِ اِسلامیہ پر مبنی ہیں اِن کا اِجراء اِسلامی فنانسنگ (تمویل) کا اہم ہدف ہے اَور عالمی منڈی میں اِسلامی اِقتصادیات کی نشوونما کا بڑا ذریعہ ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اِن صکوک میں اُن تمام بنیادی مبادیات کا لحاظ رکھا جائے جو اِسلامی اِقتصادیات کو غیر اِسلامی اِقتصادیات سے ممتاز کرتی ہیں۔

اِسلامی صکوک کے اِجراء میں بنیادی فکر یہ ہے کہ حاملینِ صکوک بڑے بڑے تجارتی یا صنعتی منصوبوں کے نفع میں شریک ہوں یا اُن کی مصنوعات میں شریک ہوں۔ اگر صکوک اِس بنیاد پر جاری کیے جائیں تو اِسلامی تمویل (فنانسنگ) کو بڑھانے میں اِن کی بڑی اہمیت ہوگی اَور شریعت کے مقاصد کو حاصل کرنے میں

اِن کا بڑا حصہ ہوگا۔ اِن کے علاوہ اِسلامی صکوک میں مندرجہ ذیل فائدے ہیں :

(۱) بہت بڑے بڑے منصوبے کہ جن میں کسی ایک جانب سے مکمل تمویل و سرمایہ کاری ممکن نہیں اِن میں اِسلامی صکوک کے ذریعہ مطلوب تمویل ممکن ہے۔

(۲) وہ سرمایہ کار جو اپنے فالتو اَموال کو بڑھانا چاہتے ہیں اَور ساتھ میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت اِس کو نقدی میں تبدیل کرلیں، اِسلامی صکوک اِن سرمایہ کاروں کی اِس ضرورت کو پورا کرتے ہیں کیونکہ صکوک میں یہ بات پیشِ نظر ہے کہ ثانوی بازار (Secondary Market) میں اِنکی بھی خرید وفروخت ہو سکے۔ غرض سرمایہ کار کو جب بھی اپنے لگائے ہوئے سرمایہ کی یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو تو اُس کے لیے ممکن ہو کہ وہ اپنے تمام یا بعض صکوک فروخت کر کے اَصل مالیت اَور جو کچھ نفع ہوا ہو وہ سمیٹ سکے۔

(۳) نقد رقم فراہم کرنے کا یہ عمدہ طریقہ ہے جو اِسلامی بینک اَور اِسلامی مالیاتی اِدارے اِختیار کر سکتے ہیں یا جن کے ذریعہ سے وہ دوبارہ نقدی کا اِنتظام کر سکتے ہیں۔

(۴) اِسلامی صکوک مال کی عادلانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہیں کیونکہ اِن کی وجہ سے تمام سرمایہ کار منصوبے کے حقیقی نفع حاصل کر سکتے ہیں۔ اِس طرح مال چند گنتی کے سرمایہ داروں میں سمٹنے کے بجائے وسیع حلقے میں پھیل سکتا ہے۔ یہ بھی اِسلامی اِقتصادیات کا اَہم ہدف ہے۔''

اِسلامی صکوک کی اِبتداء اَور اُن کے اِرتقاء کی تاریخ

شیخ علاء الدین زعتری اپنے مقالے ''الصکوک'' میں لکھتے ہیں :

سب سے پہلے اُردن کی حکومت نے 1978ء میں مضاربہ کی سندات (بانڈز: Bonds) کا

تصور پیش کیا۔ یہ اُن دِنوں کی بات ہے جب اُردن کے اِسلامی بینک کے لیے قانون سازی کی جا رہی تھی اَور غرض یہ تھی کہ وہ سندات ایسا آلہ وذریعہ ہوں کہ بڑے بڑے منصوبوں کی خاطر طویل المدت سرمایہ کاری کے لیے بینک اُن پر اِعتماد کر سکیں۔

خود مضاربہ کی سندات کا تصور اَور پھر اِس کو عملی جامہ پہنانے کا سہرا ڈاکٹر عبدالسلام عبادی کے سر ہے جبکہ وہ وزارتِ اَوقاف کی قائم کردہ علمی کمیٹیوں میں اِن سندات کے بارے میں غور وفکر (study) کر رہے تھے۔ اُن کی کوششیں بار آور ہوئیں اَور اُردن کی حکومت کو اِس بات میں پہل حاصل ہوئی کہ اُس نے مضاربہ کی سندات کے قواعد تیار کیے اَور اُن سندات کو فقہی اِجتہاد کی بنیاد پر ایک نئی اَور اِمتیازی صورت میں جاری کیا۔ یہ سندات فوراً ہی مجمع فقہ اِسلامی کے سامنے پیش کی گئیں جس نے فقہی اِعتبار سے اِن کی اِجازت دی۔ مجمع فقہ اِسلامی کے اِس فیصلے کے بعد بینک اِسلامی برائے سرمایہ کاری (البنك الاسلامی للتنمية) نے سرمایہ کاری کی شہادات (Certificates) جاری کیں جو سرمایہ لگانے والوں کی ملکیت کی نمائندگی کرتی تھیں۔

اکتوبر ۱۹۸۶ء میں مضاربہ کی سندات کا اَور سرمایہ کاری کی سندات کا اِجراء جب پورا ہوا تو مجمع فقہ اِسلامی نے سندات کے موضوع کی اہمیت پر زور دیا اَور اِن سندات کے بارے میں درست قرارداد طے کرنے میں مدد دینے کے لیے ماہر اہلِ علم کو ذمہ داری سونپی۔

فروری ۱۹۸۸ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے مضاربہ کے صکوک کے لیے شریعت کی رُو سے ایک قابلِ قبول دَستورُ العمل جاری کیا۔

مارچ ۱۹۹۰ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے ایک فتوی جاری کیا جس کا حاصل یہ تھا کہ مروجہ سندات (Bonds) حرام ہیں اِس لیے اِن کے متبادل صکوک وسندات جو مضاربہ کی بنیاد پر ہوں اُن کو اِختیار کیا جائے۔

۱۹۹۹ء میں سوڈان کے مرکزی بینک نے اِسلامی مالیاتی دَستاویزات کے طور پر مرکزی بینک کے مشارکہ سرٹیفکیٹ اَور حکومت کے مشارکہ سرٹیفکیٹ جاری کیے تاکہ یہ شرعی طریقے پر کھلے بازار کا

کام دیں۔ یہ سر ٹیفکیٹ ایسی دستاویزات تھیں جو شرعی بنیادوں پر قائم تھیں جن میں سب سے اہم بنیاد اَلْغُنْمُ بِالْغُرْمِ کی تھی یعنی یہ کہ جہاں نفع ہے وہیں نقصان ہے۔ پھر یہ سر ٹیفکیٹ اِس لحاظ سے نمایاں تھے کہ اِن کے نقدی میں منتقل ہونے کی لچک (Flexibility) بھی تھی۔

جنوری ۲۰۰۲ء میں رابطہ عالم اِسلامی نے مروجہ سودی سندات کی حرمت کا فتوی جاری کیا، اِس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ قرضوں کے صکوک کا ثانوی بازار میں لین دین جائز نہیں ہے۔

مئی ۲۰۰۳ء میں هيئة المحاسبة والمراجعة للموسسات المالية الاسلامية (AAOIFI) نے صکوک کی اَنواع و اِقسام کو، اُن کے خصائص کو اَور جن اَحکام وضوابط کا اِن کو پابند ہونا چاہیے، اِن سب اُمور کو طے کیا۔

مارچ ۲۰۰۴ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کی ایک قسم یعنی صکوکِ اِجارہ کے شرعی اَحکام و ضوابط طے کیے اَور ہدایت کی کہ صکوک کی ایک اَور قسم یعنی اُجرت پر دی ہوئی جائیداد و اَشیاء کی ملکیت کے صکوک کے اِجراء کا جائزہ لیا جائے اَور اِسی طرح موصوف فی الذمہ کے اِجارے کے صکوک کے اِجراء اَور اُن کی خرید وفروخت کے حکم کا بھی جائزہ لیا جائے۔

جون ۲۰۰۶ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوکِ مضاربت کے ایک اہم پہلو سے متعلق لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ایک خصوصی اِجلاس منعقد کرنے کی سفارش کی، وہ پہلو یہ تھا کہ جب صکوکِ مضاربت کے مقابلہ میں موجودات صرف ایک طرح کے نہ ہوں مثلاً صرف اَشیاء یا صرف منافع نہ ہوں بلکہ مِلی جُلی ہوں مثلاً اَشیاء بھی ہوں، منافع بھی ہوں، نقدی بھی ہو اَور قرض بھی ہو، تو اِس صورت میں صکوک کے کیا اَحکام ہوں گے۔

ستمبر ۲۰۰۷ء میں آئی ایم ایف (IMF) کا صکوک کے بارے میں یہ کردار سامنے آیا کہ ایک تو اُس نے تاکید کی کہ صکوک کا حجم چار گنا کر دیا جائے۔ دُوسرے اُس نے اِس بات کی توثیق کی کہ دُنیا کے ممالک کی بڑھتی ہوئی تعداد صکوک کے بازار میں داخل ہونے کا سوچ رہی ہے اَور تیسرے اُس نے کہا کہ صکوک کے لیے اِس وقت ایک نمایاں چیلنج ہے اَور وہ یہ کہ روایتی سودی سندات کے

ڈھانچے کو کیسے بدلا جائے۔

جولائی ۲۰۰۸ء میں IMF نے دُوسری مرتبہ حکومتی اِسلامی صکوک کی اہمیت پر زور دیا اَور اِس بات کی توثیق کی کہ صکوک پوری دُنیا میں مسلم اَور غیر مسلم دونوں حلقوں میں یکساں اہمیت اِختیار کر رہے ہیں۔ IMF نے یہ بھی وضاحت کی کہ صکوک کے لیے جو کھلا چیلنج ہے وہ قوانین کا اَور فقہی اِختلاف کا ہے۔

۲۰۰۸ء میں ہی خاص اِجارہ کے اِسلامی صکوک اُس وقت منظرِ عام پر آئے جب یورپی مجلسِ اِفتاء نے اعیان واَشیاء کے منافع پر وارد ہونے والے عقدِ اِجارہ کو جائز قرار دیا۔ اِس سے خاص اِجارے کے اِسلامی صکوک سے اِستفادہ کرنا ممکن ہوا اَور سہولت وضبط کے اِعتبار سے اَب صکوک کی یہی قسم سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

جنوری ۲۰۰۹ء میں ملیشیا اِسلامی مالی خدمات کی مجلس نے صکوک کا ڈھانچہ، اُن کی تعریف، اُن میں پیش آنے والے مختلف خطرات (risks) کی وضاحت کی جن سے مالی خدمات کے اِدارے سروکار رکھتے ہیں۔ IMF نے صکوک اَور تصکیک (صکوک سازی) کے عملی تقاضوں کو بھی بیان کیا۔

اپریل ۲۰۰۹ء میں مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کے وقف کو اِس وجہ سے جائز کہا کہ صکوک شریعت کے اِعتبار سے مال ہیں اَور صکوک کے وقف کے شرعی اَحکام وضوابط بیان کیے۔

اِسی موقع پر مجمع فقہ اِسلامی نے صکوک کے خصائص واَحکام پر نظر ثانی کی اَور اُن کے لیے قانونی فریم ورک بنانے پر زور دیا۔ (جاری ہے)

قسط : ۲

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جا رہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

پاکستان میں صکوک سازی اَور صکوک کا اِجراء :

میزان بینک کے محمد حارث SUKUK CASE STUDIES کے عنوان سے

لکھتے ہیں :

(۱) جون ۲۰۰۲ء میں ستارہ کیمیکل اِنڈسٹریز نے اپنے سوڈا کاسٹک پلانٹ کی توسیع کے لیے 360 ملین روپے کی مالیت کے صکوکِ مشارکہ جاری کیے۔

(۲) جنوری ۲۰۰۵ء میں حکومتِ پاکستان نے 600 ملین ڈالر کے صکوکِ اِجارہ جاری کیے۔ حکومتی اِدارہ نیشنل ہائی وے (NHA) کے اَثاثے کو اِن صکوک کی بنیاد بنایا گیا۔

(۳) دسمبر ۲۰۰۶ء میں ستارہ کیمیکل اِنڈسٹریز نے 625 ملین روپے کی مالیت کے مشارکہ اِستصناع، اِجارہ کے صکوک (HYBRID SUKUK) جاری کیے۔

کچھ دیگر ملکوں میں صکوک کا اِجراء :

گلوبل اِنویسٹمنٹ ہاؤس کے شائع کردہ مقالے میں ہے :

صکوک کی مارکیٹ کا ظہور ۲۰۰۲ء میں ہوا جب ملیشیا کی حکومت نے 600 ملین ڈالر کے صکوک جاری کیے۔ اِس کے بعد بحرین نے مقامی حکومتی اَور معین نرخ کے اِجارے کے اَور سلم کے صکوک جاری کیے۔

۲۰۰۱ء سے لیکر ۲۰۰۷ء تک صکوک کی کل مالیت کے اِعتبار سے متحدہ عرب عمارات کو سب پر فوقیت حاصل تھی۔ پوری دُنیا کے صکوک کے اِجراء میں اِس کا حصہ 36.2 فیصد تھا۔ اِسی مدت میں ملیشیا کا حصہ 32.1 فیصد تھا حالانکہ ملیشیا کے صکوک کی تعداد 137 تھی جبکہ متحدہ عرب اَمارات کے صکوک کی تعداد صرف 29 تھی۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ۲۰۰۶ء اَور ۲۰۰۷ء میں چند ایک بہت بڑے حجم کے صکوک کے اِجراء نے متحدہ عرب اَمارات کو ملیشیا سے آگے بڑھایا۔ اِن کی چند مثالیں یہ ہیں: 352 بلین ڈالر کے نخیل صکوک، 3.5 بلین ڈالر کی مالیت کے PCFC صکوک اَور 2.5 بلین ڈالر کی مالیت کے ایلڈر پراپرٹی (ALDAR PROPERTIES) صکوک۔

صکوک کی بہت سی پیشکشیں حکومتوں کی جانب سے ہوئیں خاص طور سے خلیجی ریاستوں میں

اَور ملیشیا میں ۔ اِن میں سے ایک بحرین حکومت کا صکوک پروگرام تھا جو ۲۰۰۱ء میں شروع ہوا۔ دُوسرا قطر گلوبل صکوک کا تھا جو ۲۰۰۳ء میں ہوا اَور جس میں 700 ملین ڈالر حاصل کیے گئے۔ حکومتی صکوک کی ایک قابلِ ذکر اَور رہنما مثال وہ ہے جو جرمنی کے ایک صوبے سیکسنی اَین ہالٹ (SAXONY ANHALT) کی حکومت نے ۲۰۰۴ء میں جاری کیے اَور اِن کے ذریعہ اُس نے مشرقِ وسطی اَور یورپ کے سرمایہ کاروں سے 100 ملین یورو حاصل کیے۔ یہ صکوک پانچ سال کے لیے تھے اَور اِن کی بنیاد ڈینمارک کے ایک وقف کے قبضہ میں موجود حقیقی جائداد پر تھی۔

اِدارے خواہ پبلک ہوں یا پرائیویٹ اُن کی جانب سے بھی صکوک کے اِجراء میں بڑی تیزی سے اِضافہ ہوا۔ ۲۰۰۳ء میں اُن کا حجم 0.4 بلین ڈالر تھا جبکہ ۲۰۰۶ء میں وہ بڑھ کر 9.9 بلین ڈالر تک جا پہنچا۔ اِداروں کے (CORPORATE) صکوک کی ایک اَور مثال سعودی عرب کے پیڑوکیمیکل کے ایک بڑے تجارتی اِدارے سابک (SABIC) کی ہے جس نے ۲۰۰۶ء میں 800 ملین ڈالر کی مالیت کے صکوک کا اِجراء کیا اَور ایک ملیشیا کی کمپنی جیماہ اِنرجی وینچرز (JIMAH ENERGY VENTURES) نے 1.27 بلین ڈالر کی مالیت کے صکوک کا اِجراء کیا۔

۲۰۰۶ء ہی میں دبئ پورٹس ورلڈ (DUBAI PORTS WORLD) نے اِن دو سے بھی کہیں زیادہ 3.5 بلین ڈالر کی مالیت کے صکوک کا اِجراء کیا۔

اِجارے کی بنیاد پر صکوک زیادہ مقبول رہے اَور اَب بھی مقبول ہیں لیکن بعد میں مشارکہ اَور وکالہ کی بنیاد پر بھی صکوک کا اِجراء کیا گیا مثلاً کویت میں 125 ملین ڈالر کی مالیت کے لاگون سٹی (LAGOON CITY) مشارکہ صکوک جاری کیے گئے اَور متحدہ عرب اَمارات میں 50 ملین ڈالر کے بخاطر سرمایہ کاری صکوک جاری کیے۔

برطانیہ اَور اَمریکہ میں بھی بعض اِداروں نے پچھلے چند سالوں میں صکوک کا اِجراء کیا۔

عالمی بینک (WORLD BANK) نے بھی ۲۰۰۵ء میں 200 ملین ڈالر کی مالیت کے صکوک جاری کیے گئے۔

صکوک کی اَقسام

AAOIFI کے تیار کردہ معاییر شرعیہ (SHARIA STANDARDS) کے مطابق جو صکوک جائز ہیں اُن کی چودہ (۱۴) قسمیں ہیں۔ مارکیٹ میں وہ سب رائج نہیں بلکہ بعض تو ایسی ہیں کہ شاید کبھی اِستعمال ہی نہ ہوں اَور محض تاریخی دلچسپی کی چیز ہی بنی رہیں۔ وہ اِقسام یہ ہیں :

(۱) اعیانِ موجرہ (کرایہ پر دی ہوئی اَشیاء) میں ملکیت کے صکوک :

اِن کی دو صورتیں ہیں :

پہلی صورت :

زید کے پاس ایک مکان ہے جو اُس نے کرایہ پر دیا ہوا ہے یا کرایہ پر دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اِسی زید کو کاروبار چلانے کے لیے دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ اُس کے پاس نقد رقم نہیں ہے اَلبتہ اِس کا مکان بھی دس لاکھ کی مالیت کا ہے۔ زید خود مکان کے سو حصے فرض کرتا ہے اَور ہر حصے کے مقابل ایک رسید یا سند یا صک تیار کرتا ہے۔ ہر ایک صک کی قیمت وہ دس ہزار طے کرتا ہے اَور لوگوں کو یہ صکوک خریدنے کی ترغیب دیتا ہے وہ رسید پر یہ لکھتا ہے :

"اِس رسید و صک کا حامل اِس مکان کے سویں (۱/۱۰۰) حصے کا مالک ہوگا اَور اِسی طرح مکان سے حاصل ہونے والے کرایہ کے ۱/۱۰۰ حصے کا مالک ہوگا۔ اَور اگر مکان کو کچھ نقصان پہنچا تو مالک ہونے کی وجہ سے اپنے حصے کے بقدر نقصان بھی اُٹھائے گا۔"

پھر اِس میں یہ بھی مذکور ہے کہ

"اِس صک کی مدت دس سال ہے اَور دس سال پورے ہونے پر زید خریدار یعنی حاملِ صک سے وہ صک واپس خرید لے گا۔"

صکوک الاجارۃ کے مصنف حامد بن حسن نے یہ مثال ذکر کی ہے :

تقوم شركة النقل البحرى والمالكة لناقلة بترول موجرة على شركة ارامكو السعودية لمدة عشر سنوات باجرة مقدارها خمسة عشر مليون ريال سنويا.

تقوم شركة النقل البحرى بتقسيم ملكية هذه الناقلة الى مليون صك قيمة كل صك منها مائة ريال، يمثل كل صك منها جزء ا من مليون جزء من ملكية الناقلة.

عليه فان حملة الصكوك يستحقون ما تدفعه شركة ارامكو السعودية من اجرة سنوية ويكون لملاك الصكوك غنم هذه الناقلة وعليهم غرمها.

''بحری حمل و نقل کی کمپنی نے پٹرول کی حمل و نقل کے لیے سعودی آرامکو کو اپنا ایک جہاز دس سال کے لیے کرایہ پر دے رکھا ہے اَور سالانہ کرایہ پندرہ ملین ریال مقرر ہے۔ حمل و نقل کی کمپنی کو ایک بڑی رقم کی ضرورت ہے، وہ خود اِس جہاز کی ملکیت کی ایک ملین (دس لاکھ) رسیدیں یا صکوک تیار کرتی ہے اَور ہر ایک صک کی قیمت ایک سو ریال طے کرتی ہے۔ جو لوگ یہ صکوک خریدتے ہیں وہ ہر صک کے مقابلہ میں اُس جہاز کے دس لاکھ میں سے ایک حصہ کے مالک ہوجاتے ہیں اَور آرامکو سے ملنے والے کرایہ میں سے ۱۵ ریال کے بھی حقدار ہوتے ہیں اَور اگر کچھ نقصان پیش آئے تو اِسی کے بقدر وہ نقصان بھی برداشت کریں گے۔''

دُوسری صورت :

زید خود اپنے مکان کی تصکیک (صکوک سازی) نہ کرے اَور خود صکوک کو فروخت نہ کرے بلکہ کسی اِسلامی بینک یا سرمایہ کاری کے اِدارے کو یہ کام سونپ دے۔ اَور اِسی طرح زید یہ بھی اُس بینک یا

اِدارے کی ذمہ داری میں دیدے کہ کرایہ دار سے اُجرت وصول کرے اَور دیکھ بھال (maintenance) کے اخراجات منہا کر کے باقی کرایہ حاملینِ صکوک میں تقسیم کردے۔ اِس کام پر اِسلامی بینک زید سے اُجرت وصول کرے گا۔

(۲) معین اَشیاء کے منافع (Usufructs) کی ملکیت کے صکوک :

پہلی صورت :

ایک جائیداد کا مالک اُس جائیداد کی منفعت کے ایک جیسے اَجزاء بناتا ہے، اُن میں سے ہر جزو کی نمائندگی ایک صک کرتا ہے جس پر اُس منفعت کی تملیک کے اَحکام تحریر ہوں مثلاً نفع اُٹھانے کی مدت، اُس کا طریقہ، اُس کی قیمت وغیرہ۔ پھر اِن صکوک کو عام فروخت کے لیے پیش کیا جائے۔

مثال : ان يقوم مالك برج سكنى، اومنتجع سياحى فيه مائة وحدة سكنية بتقسيم الانتفاع بكل وحدة سكنية الى خمسين حصة تمثل كل حصة منها منفعة سكنى هذه الوحدة السكنية لمدة أسبوع من كل عام ، وعليه فيتحصل من ذالك خمسة آلاف صك يمثل كل منها منفعة سكنى وحدة سكنية معينة، من برج او منتجع معين، لمدة أسبوع من كل عام لمدة عشرين عاما، وقيمة كل صك عشرون الف ريال، تدفع مقدمة، أو مقسطة، أو مؤخرة الى أجل محدد، ثم تطرح هذه الصكوك للاكتتاب فيها .

''کسی رہائشی ہوٹل یا کسی سیاحتی مقام جس میں سو علیحدہ علیحدہ رہائشی کمرے یا اکائیاں ہوں۔ اُس کا مالک ہر ایک کمرے سے اِنتفاع کے پچاس حصے کرے اَور اُن میں سے ہر ایک حصہ سال کے ایک ہفتہ کی رہائشی منفعت کی نمائندگی کرے۔ اِس طرح پانچ ہزار صکوک حاصل ہوں گے اَور ہر صک سال میں ایک ہفتے (سات

دِن) کی رہائشی منفعت کی اکائی کی نمائندگی کریگا۔صکوک کی کل مدت بیس سال ہو۔ ہر صک کی قیمت بیس ہزار ریال ہو جو ایڈوانس یا قسطوں میں یا کچھ مدت کے اُدھار پر وصول کی جائے پھر یہ صکوک عام فروخت کے لیے پیش کیے جائیں۔''

دُوسری صورت :

مستاجر یعنی جو کسی شے یا اَشیاء کو کرایہ پر لیکر اُس کے منافع کا مالک بن گیا ہو وہ اِس کے منافع کو مساوی قیمت کے صکوک میں تقسیم کردے پھر اُن کو فروخت کرے۔اِس کی مثال یہ ہے :

ان تقوم شركة استثمار اسلامية باستئجار مجموعة أبراج سكنية عددها عشرون برجا من مالكها لمدة عشرين عاما، ثم تقوم بتمثيل منفعة سكنى كل وحدة سكنية لمدة زمنية معينة فى صك، وتقوم بطرحها للاكتتاب العام، فيكون مالك الصك مستحقا لمنفعة الوحدة السكنية التى يمثلها الصك طوال المدة الزمنية المحددة فيه بالسكنى أو اعادة التأجير أو الهبة ، وهو ما يسمى تداول الصك.

''سرمایہ کاری کی کوئی اِسلامی کمپنی بیس سال کے لیے بیس ہوٹل اُن کے مالکوں سے کرایہ پر لے لے۔ پھر وہ کمپنی ہر ایک رہائشی اکائی کی ایک متعین مدت کی منفعت کا ایک صک بنادے۔اَب جو صک خریدے گا وہ ایک رہائشی اکائی کا مذکورہ متعین مدت کے لیے مذکورہ قیمت کے عوض حق دار ہوگا اَور چاہے تو خود رہے یا کسی کو ہبہ کرے یا آگے کسی کو اُجرت پر دے۔''

(۳) وہ جائیداد جو ذمہ میں ہو اُس کے منافع کی ملکیت کے صکوک :

سرمایہ کاری اَور ترقیاتِ اَراضی کی کوئی کمپنی رہائشی اکائیوں کی منصوبہ بندی کرے اَور پوری

تفصیل ذکر کرے کہ وہ ایسی ایسی ہوں گی پھر اُن سے اِنتفاع کی ملکیت کی نمائندگی کرنے کے لیے مساوی قیمت کے صکوک بنائے جن میں اِنتفاع کی مدت کا بیان ہو اَور اُس کی اِبتداء اَور اِنتہاء کی تاریخ درج ہو۔

(۴) کسی متعین اِدارے کی خدمات کی ملکیت کے صکوک :

کوئی اِدارہ اپنی خدمات کو صکوک کی صورت میں پیش کرے، صکوک میں خدمات کی مکمل تفصیل ذکر ہو، صک کا خریدار اس اِدارے کی خدمات میں سے ایک حصہ سے نفع اُٹھانے کا مالک ہوگا۔

ان تکون جامعة فی حاجة الی سیولة لتمویل بناء موافق أو نحو ذلك من المشروعات، فتقوم بطرح صکوك ملکیة منافع، یمثل کل صك من هذه الصکوك منفعة الدراسة لمدة عشر ساعات جامعیة فی تخصصات معینة، ویتم بیان ما تشتمل علیه هذه الساعات. کساعات معملیة، ونحو ذلك من التفصیلات.

علی ان تکون هذه الساعات مستحقة فی العام الجامعی ۱۴۳۰ الی العام ۱۴۳۵ علی سبیل المثال.

فتکون الجامعة قد حققت الحصول علی السیولة اللازمة لتمویل مشروعاتها. والمکتتب فی هذه الصکوك قد استحق منفعة التعلیم الجامعی بسعر مناسب.

''ایک یونیورسٹی کو اپنے کسی شعبے کی تعمیر کے لیے رقم کی ضرورت ہے۔ وہ اِس کے لیے منافع کی ملکیت کے صکوک جاری کرتی ہے۔ اُن میں سے ہر ایک صک کی متعین تخصص کے مثلاً دس لیکچر میں حاضری کے حق کا ذکر ہے اَور یہ کہ وہ مثلاً ۲۰۱۱ء سے ۲۰۱۵ء تک کسی بھی سال میں اِن لیکچروں سے اِستفادہ کرسکتا ہے۔ اِس کے

علاوہ بھی جو تفصیل ضروری ہو وہ صکوک پر تحریر ہو۔ اِس طرح سے یونیورسٹی کو اپنے تعمیری منصوبے کی تکمیل کے لیے نقد رقم مِل جاتی ہے اَور صکوک کے حامل کو مناسب فیس کے عوض یونیورسٹی کی تعلیمی منفعت وصول کرنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔''

(۵) کسی اِدارے کی خدمات جو ذمہ میں ہوں اُن کی ملکیت کے صکوک :

اِس کی مثال یہ ہے :

تقوم احدی الشرکات السیاحیة بطرح صکوک متساویة القیمة یمثل کل صک منها منفعة نقل جوی . کان یمثل کل صک منفعة عشرین ساعة طیران . ویتم تحدید هذه المنفعة تحدیدًا دقیقًا نافیا للجهالة والغرر و النزاع ، کان تحدد مجموعة من الدول یمکن التنقل بینها بمنفعة هذه الصکوک ، وأن یکون النقل علی متن طائرات شرکة ذات تصنیف عالمیی معین . کان تکون من فئة کذا. ویکون النقل علی الدرجة الاولی _ علی سبیل المثال _ ونحو ذلک من التفصیلات ، وتکون منفعة هذه الساعات مستحقة ابتداء من الوقت الفلانی الی الوقت الفلانی.

''سیاحت کی کوئی کمپنی مساوی قیمت کے صکوک جاری کرے جن میں سے ہر ایک صک ہوائی جہاز کے سفر کی منفعت کی نمائندگی کرتا ہو مثلاً ۲۰ گھنٹے کے ہوائی سفر کے لیے ہو۔ اِس منفعت کی مکمل تفصیلات ذکر کی جائیں مثلاً یہ کہ کن کن ملکوں میں جاسکتا ہے۔ کس ائیرلائن کا جہاز ہوگا اَور جہاز کا کون سا درجہ ہوگا اَور یہ کہ وہ وقت کب سے کب تک ہوگا وغیرہ۔''

(۶) صکوکِ سلم :

یہ مساوی قیمت کی وہ دَستاویزات ہیں جو بیع سلم کے رأس المال کو اکٹھا کرنے کے لیے جاری کی جاتی ہیں۔ حاملینِ صکوک اپنے دیے ہوئے مال سے خریدے ہوئے مسلم فیہ یعنی سامان کے مالک ہوتے ہیں۔ صکوک سلم کا فائدہ یہ ہے کہ صکوک جاری کرنے والا نقد رقم حاصل کر لیتا ہے اَور ظاہر ہے کہ بیع سلم میں کل رأس المال اَیڈوانس دینے کی وجہ سے مال نسبتاً سستا ملتا ہے۔

(۷) صکوکِ اِستصناع :

یہ مساوی قیمت کی دَستاویزات ہیں جو صنعت کار جاری کرتا ہے تاکہ قیمتی آرڈر کا مال مثلاً ٹربائن، پاور پلانٹ، ہوائی جہاز، بحری جہاز یا تعمیرات اِن کو مہیا کرنے کے لیے رقم اَکٹھا کرے۔ جو مال تیار ہوتا ہے حاملینِ صکوک اُس کے یا اُس کی قیمتِ فروخت کے مالک ہوتے ہیں۔

(۸) صکوکِ مرابحہ :

یہ یکساں قیمت کی دَستاویزات ہیں جو اِس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ جمع شدہ سرمایہ سے مرابحہ کا سامان خریدا جاسکے۔ حاملینِ صکوک اِس سامان کے یا اِس کی قیمتِ فروخت کے حقدار ہوتے ہیں۔

(۹) صکوکِ مشارکہ :

یہ وہ دَستاویزات ہیں جو اُن منصوبوں کی یا اُن اعمال کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا مشارکہ کی بنیاد پر اِنتظام کیا جاتا ہے۔ اِس کے لیے شرکاء ہی میں سے کسی ایک کو اِنتظام دیا جاتا ہے یا کسی اَور اَجنبی پارٹی کو اِنتظام دیا جاتا ہے۔

اِن صکوک کو جاری کرنے والا کسی خاص منصوبے یا عمل میں شرکت کی دعوت دیتا ہے اَور حاملینِ صکوک شراکت دَار قرار پاتے ہیں۔ صکوک کی قیمت شراکت میں اُن کا رأس المال بنتی ہے اَور یہ شرکت کے اَثاثوں کے مالک بنتے ہیں اَور کچھ نفع حاصل ہوا ہو تو اُس کے بھی حقدار بنتے ہیں۔

(۱۰) صکوکِ مضاربہ :

یہ وہ دَستاویزات ہیں جواُن منصوبوں اَور اُن اَعمال کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا مضاربت کی بنیاد پر اِنتظام کیا جاتا ہے۔ اِن کو جاری کرنے والا مضارب ہوتا ہے اَور حاملینِ صکوک رب المال ہوتے ہیں اَور اِس صکوک سے حاصل شدہ سرمایہ رأس المال ہوتا ہے۔ جو نفع ہو اُس میں حاملینِ صکوک طے شدہ نسبت سے شریک ہوتے ہیں اَور اَگر نقصان ہو تو وہ صرف حاملینِ صکوک کا ہوتا ہے۔

(۱۱) صکوکِ وکالت :

یہ وہ دَستاویزات ہیں جو اُن منصوبوں کی نمائندگی کرتی ہیں جن کا اِنتظام سرمایہ کاری میں وکالت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ حاملینِ صکوک سرمایہ فراہم کرتے ہیں اَور اُن میں سے ایک کو کاروبار کے لیے وکیل بنایا جاتا ہے۔

(۱۲) صکوکِ مزارعت :

یہ مساوی قیمت کی وہ دَستاویزات ہیں جو اِس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ حاصل شدہ رقم سے مزارعت میں سرمایہ کاری کی جائے۔ اِن کو جاری کرنے والا زمیندار ہوتا ہے اَور حاملینِ صکوک کاشتکار ہوتے ہیں جو عقدِ مزارعت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرتے ہیں یعنی وہ کاشتکاری بھی کرتے ہیں اَور اِس کے لیے سرمایہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ یہ سرمایہ کاشتکاری کے اخراجات پورے کرنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ حاملینِ صکوک طے شدہ شرح سے پیداوار میں شریک ہوتے ہیں۔

(۱۳) صکوکِ مساقات (صکوکِ باغبانی) :

یہ مساوی قیمت کی دَستاویزات ہیں جو عقدِ مساقات کی بنیاد پر جاری کیے جاتے ہیں اَور غرض یہ ہوتی ہے کہ حاصل شدہ سرمایہ سے باغ کی دیکھ بھال کے اَور آب پاشی کے اَخراجات پورے کیے جائیں۔ صکوک جاری کرنے والا باغ کا مالک ہوتا ہے اَور حاملینِ صکوک وہ لوگ ہوتے ہیں جو مساقات کے تحت باغوں کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں اَور اِس کے لیے سرمایہ بھی فراہم کرتے ہیں اَور

پیداوار میں طے شدہ نسبت سے حقدار ہوتے ہیں۔

(۱۴) صکوکِ مغارست (صکوکِ شجرکاری) :

یہ مساوی قیمت کی دستاویزات ہیں جو مغارسہ یعنی شجرکاری کی بنیاد پر جاری کی جاتی ہیں اَور غرض یہ ہوتی ہے کہ شجرکاری کے اَور متعلقہ اُمور کے اَخراجات پورے کیے جائیں۔ اِن صکوک کو جاری کرنے والا اُس زمین کا مالک ہوتا ہے جو شجرکاری کے لائق ہو۔ حاملینِ صکوک عقدِ مغارسہ کی بنیاد پر کام کرنے والے ہوتے ہیں اَور یہ زمین اَور درختوں میں طے شدہ شرح سے حقدار بنتے ہیں۔

نوٹ : مذکورہ بالا اِقسام پر توجہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ بعض صکوک کی بنیاد ملکیت پر ہے جیسے مضاربت، مشارکت، مزارعت، مساقات اَور مغارست کے صکوک۔ اَور بعض صکوک کی بنیاد معاوضہ پر ہے جیسے سلم، اِستصناع، مرابحہ اَور اِجارہ کے صکوک۔

اِس کا بیان یہ ہے کہ رب المال جب مضاربت کے صکوک خریدتا ہے تو صکوک کی قیمت کی صورت میں وہ مضارب کو جو کہ صکوک جاری کرنے والا ہے مضاربت پر مال دیتا ہے جو مضارب کے پاس اُس کی ودیعت واَمانت ہوتا ہے کیونکہ رب المال کو اِس مال کے عوض میں مضارب کی طرف سے کوئی شے نہیں مل رہی۔ اِسی لیے اَگر کسی قدرتی آفت سے مضارب کے پاس سے وہ مال جاتا رہے تو رب المال کا مال گیا۔

اِسی طرح مشارکت میں جب کوئی شخص شرکت کے صکوک حاصل کرتا ہے تو اُن کی قیمت کی صورت میں وہ مشارکت میں اَپنا سرمایہ لگاتا ہے جو اُس کی ملکیت میں رہتا ہے۔ اگر عامل شریک کے پاس سے اُس کی کسی تعدی کے بغیر کسی ناگہانی آفت سے وہ سرمایہ جاتا رہے تو حاملِ صکوک کا مال گیا۔

اِس کے برخلاف صکوکِ سلم کو جب کوئی خریدتا ہے تو جو رقم اُس نے اَدا کی وہ اَب اُس کی ملکیت میں نہ رہی اَور اُس کا حق رأس المال سے مسلم فیہ یعنی سلم کے سامان کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔ اگر اِس دوران مسلم اِلیہ یعنی بیع سلم کے بائع کے پاس سے کسی قدرتی آفت سے وہ رقم جاتی رہی تو بائع

کا مال گیا اَور حاملِ صکوک پھر بھی سامان کا مستحق رہے گا جو کہ اِس کے دیے ہوئے مال کا معاوضہ ہے۔

اِسی طرح جب کوئی مرابحہ کے صکوک خریدتا ہے تو اُس کا حق اِس سرمایہ سے ختم ہو کر مرابحہ کے سامان کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔

صکوک کے اَطراف

(۱) مُصدرِ صکوک :

یہ وہ شخص ہے جو صکوک کا اِجراء کرتا ہے اَور اُن کی فروخت سے حاصل شدہ رقم سے کام کرتا ہے۔ یہ کمپنی بھی ہو سکتی ہے، ایک فرد بھی ہو سکتا ہے، حکومت بھی ہو سکتی ہے اَور مالی اِدارہ بھی ہو سکتا ہے۔ کبھی مُصدرِ صکوک کسی مالی اِدارے کو صکوک کے اِجراء کا کام دے دیتا ہے اَور وہ اِدارہ اِس کام کو مالی اُجرت کے عوض میں کرتا ہے۔ مُصدرِ صکوک کے لیے کام کرنے والے اِس اِدارے کو وکیل اِصدار بھی کہتے ہیں۔

(۲) حاملینِ صکوک :

یہ لوگ صکوک خرید کر مصدرِ صکوک کے موجودات یعنی اَثاثوں، منافع یا خدمات کے مالک بن جاتے ہیں۔

(۳) مدیرِ اِصدار :

یہ درمیانی واسطہ کے طور پر کام کرنے والا وہ اِدارہ ہے جو حاملینِ صکوک کی نیابت میں اُن کے صکوک کے موجودات کا اِنتظام کرتا ہے۔ یہ اَپنے کام کی اُجرت لیتا ہے۔

(۴) مدیرِ صکوک :

یہ وہ شخص یا اِدارہ ہے جو حاملینِ صکوک کی طرف سے اُن کے صکوک کے موجودات کا اِنتظام کرتا ہے اَور اِس کا لحاظ کرتا ہے کہ صکوک کا نظم شرکت یا مضاربت یا وکالت پر مبنی ہو۔ صکوک کے اِنتظام کے لیے وہ شرکاء میں سے کسی کو یا کسی باہر کے شخص کو مدیر یا مضارب یا وکیل مقرر کرتا ہے۔

صکوک کی نوعیت میں فرق کے اِعتبار سے یہ یا تو صکوکِ اِجارہ کا مدیر ہوتا ہے یا صکوکِ مشارکہ کا مدیر ہوتا ہے یا صکوکِ مضاربہ کا یا صکوکِ مرابحہ کا مدیر ہوتا ہے۔

(۵) مدیرِ اِستثمار :

یہ مدیرِ صکوک ہوتا ہے یا مدیرِ اِصدار یا مصدرِ صکوک کی جانب سے مقرر کیا ہوا شخص ہوتا ہے جس کو صکوک کی فروخت سے حاصل شدہ سرمایہ سے نفع حاصل کرنے کا کام سونپا گیا ہو۔

(۶) اَمینِ اِستثمار :

یہ درمیانی واسطے کے طور پر کام کرنے والا وہ اِدارہ ہوتا ہے جو حاملینِ صکوک کے مفادات کا اِنتظام کرتا ہے اَور مدیرِ اِصدار کی نگرانی کرتا ہے اَور وثائق وضمانات کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سب کام وہ اُجرت پر کرتا ہے۔

(جاری ہے)

قسط : ۳

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

صکوک کے اِجراء کا منشور

اَشرف محمد دَوابہ اپنی کتاب الصكوك الاسلاميه میں لکھتے ہیں :

یہ منشور اُن تمام وضاحتوں پر مشتمل ہوتا ہے جو شرعًا مطلوب ہوں مثلاً

(۱) عقد کی شرائط کیا ہیں اَور وہ وضاحتیں جو صکوک کے اِجراء میں شریک لوگوں کے بارے میں ضروری ہوں مثلاً شرکاء کی صفات کہ وکیل اِصدار، مدیر اِصدار، اَمین اِستثمار اَور تعطیہ (under-writing) کا وعدہ دینے والا کون ہوگا اَور اُن کی تعیناتی اَور معزولی کی شرائط کیا ہوں گی۔

نوٹ : جب کوئی شخص یا کمپنی صکوک جاری کرے اَور کوئی بینک یا مالیاتی اِدارہ اِس بات کی ضمانت دے کہ جو صکوک بکنے سے رہ جائیں گے وہ اُن کو خرید لے گا، بینک وغیرہ کی اِس ضمانت کو تعطیہ (under-writing) کہتے ہیں۔

(۲) اِس عقد (under-lying contract) کی تحدید و تعیین ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء ہو رہا ہے مثلاً اُجرت پر دی ہوئی جائیداد کی فروخت، اِجارہ، مرابحہ، اِستصناع، سلم، مضاربہ، مشارکہ، وکالت، مزارعت، مغارست، یا مساقات۔

(۳) اِس عقد کے اَرکان و شرائط کا پورا بیان ہو جس کی بنیاد پر صکوک کا اِجراء ہو۔ اِس میں کوئی ایسی بات شامل نہ ہو جو عقد کے تقاضوں اَور اُس کے اَحکام کے مخالف ہو۔

(۴) عقد کے شرعی اَحکام کی اَور مبادیٔ شریعت کی پاسداری کی وضاحت ہو اَور ایک ایسی مجلس شرعی قائم کرنے کی صراحت ہو جو اِس بات کو نظر میں رکھے کہ صکوک کی پوری مدت میں متعلقہ شرعی اَحکام کی پوری پاسداری کی جا رہی ہو۔

(۵) اِس بات کی تصریح ہو کہ صکوک کے ذریعہ حاصل شدہ سرمایہ سے اَور جن موجودات و اَثاثوں میں وہ سرمایہ منتقل ہوگا اُن سے شرعی طریقے سے نفع حاصل کیا جائے گا۔

(۶) حاملِ صکوک نفع میں شریک ہوگا۔ اَور نقصان ہونے کی صورت میں اپنے صکوک کی

مالیت کی نسبت سے نقصان کو برداشت کرے گا۔

(٧) اِس ضمانت کا کچھ ذکر نہ ہو کہ صکوک جاری کرنے والے کی تعدی یا کوتاہی نہ ہونے کے باوجود وہ حاملینِ صکوک سے صکوک کو قیمتِ اِسمیہ (Face-value) پر واپس خریدے گا۔

نوٹ : قیمتِ اِسمیہ اُس قیمت کو کہتے ہیں جو صکوک جاری کرتے وقت طے کی گئی تھی۔

تداولِ صکوک (صکوک کی خرید وفروخت)

ڈاکٹر اَشرف محمد دَوابہ اپنی کتاب **الصكوك الاسلاميه** میں تداولِ صکوک کی تعریف کو معاییر شرعیہ سے نقل کرتے ہیں :

التصرف فی الحق الشائع الذی یمثله الصك بالبیع او الرهن او الهبة او غیر ذالك من التصرفات الشرعیة

''وہ غیر متعین حق جس کی نمائندگی صک کرتا ہے اُس میں شرعی تصرف مثلاً بیع، رہن، ہبہ وغیرہ کرنے کو تداولِ صکوک کہتے ہیں۔''

اِسلامی صکوک اَولاً مشارکہ کا حصہ ہوتے ہیں قرض نہیں ہوتے کیونکہ صکوک کے ذریعہ لوگ نفع کی غرض سے اپنا سرمایہ لگاتے ہیں۔ یہ حصہ نقدی سے شروع ہوتا ہے اَور اَعیان (اَشیاء) یا منافع میں تبدیل ہوتا ہے یا اُدھار بیوع کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دیون میں تبدیل ہوتا ہے اَور کسی بھی طریقے سے قرض نہیں بنتا۔

اِسلامی صکوک کے تداول کے شرعی ضابطے :

حاملینِ صکوک کو صکوک میں بیع اَور ہبہ وغیرہ وہ تمام تصرفات کرنے کا حق ہے جو شرعاً مالک کو اپنے مال میں حاصل ہوتا ہے۔ اَور شریعتِ اِسلامیہ غیر متعین (مشاع) حصے میں اِسی طرح تصرف کرنے کی اِجازت دیتی ہے جیسا کہ کل (ملکیتی مال) میں تصرف کرنے کی اِجازت دیتی ہے۔ اَلبتہ اِسلامی صکوک کی خرید وفروخت موجودات کی حقیقت کے مطابق چند اَحکام کی پابند ہوتی ہے۔ یہ

موجودات کبھی نقدی، دیون، اَعیان (اَشیاء) اَور منافع کا آمیزہ ہوتے ہیں اَور کبھی اُن میں سے تنہا کسی ایک کی صورت میں ہوتے ہیں۔ غرض جس نوعیت کے موجودات ہوں گے اُن کے موافق ہی تصرف کے اَحکام بھی ہوں گے۔

موجودات کس وقت نقدی ہوتے ہیں :

موجودات عام طور سے مندرجہ ذیل صورتوں میں نقود (نقدی) ہوتے ہیں :

(I) صکوک کی فروختگی کی مدت میں یعنی صکوک کے اِجراء کے وقت سے فروخت مکمل ہونے تک۔

(II) کام میں سرمایہ لگانے کے وقت لیکن اَبھی کام شروع نہ ہوا ہو۔

(III) مالی منصوبے کی مدت ختم ہونے سے پہلے یعنی منصوبے کے تصفیہ اَور حساب کی بے باقی کی تاریخ سے پہلے۔

(1) جب اَکثر موجودات نقدی ہوں :

مذکورہ بالا تین حالات میں موجودات نقدی کی صورت میں ہوتے ہیں خواہ فروختگی کے دَوران کی مدت ہو یا اِس کے بعد کی ہو۔ اِن حالات میں صکوک کا تداول صرف اُس وقت جائز ہے جب وہ نقدی کی نقدی کے عوض بیع کے جو مخصوص شرعی اَحکام ہیں اُن کے موافق ہو کیونکہ منصوبے میں شریک کے لیے اِس مرحلہ میں کسی بھی نفع کے مطالبے کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا اگر حاملینِ صکوک اِن میں سے کسی حالت میں صکوک کو فروخت کرنا چاہیں تو وہ اِن کو صرف اُن کی قیمت اِسمیہ (Face-value) پر فروخت کر سکتے ہیں کمی بیشی کے ساتھ نہیں بیچ سکتے۔ اَور اِس معاملہ کو بیع کا فسخ یا بیع کا اِقالہ سمجھا جائے گا نئی بیع نہ سمجھی جائے گی۔

(2) جب اَکثر موجودات دیون ہوں :

موجودات اُس وقت دیون بنتے ہیں جب منصوبے والا حاصل شدہ سرمائے کو اُدھار بیع میں لگائے خواہ وہ مساومہ (یعنی عام) بیع ہو یا اُدھار مرابحہ ہو یا بیع سلم ہو۔ غرض منصوبے والا حاصل شدہ

سرمائے سے اَشیاء اَور زمین خریدتا ہے پھر اُن کو اُدھار فروخت کرتا ہے تو اِس طرح وہ اپنے موجودات کو دیون میں بدل لیتا ہے جو اِس کے خریداروں کے ذمہ میں آتے ہیں۔ بیع سلم میں رأس المال پہلے اَدا کرنے سے منصوبے والا اپنے موجودات یعنی نقدی کو دیون میں بدل لیتا ہے کیونکہ مسلم فیہ پر رب السلم کے قبضہ کرنے سے پہلے وہ بائع کے ذمہ دین ہوتا ہے۔

اِس حالت میں صکوک دیون کی نمائندگی کرتے ہیں اَور جمہور کے نزدیک اِن صکوک کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے جبکہ مالکیہ کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جو یہ ہیں :

(i) مشتری مدیون (مقروض) کو ثمن (قیمت) پہلے ہی اَدا کردے تاکہ یہ بیع الکالی بالکالی (اُدھار کی اُدھار کے عوض بیع) نہ بنے جس کی حدیث میں ممانعت ہے۔

(ii) مسلم اِلیہ یعنی جس کے ذمہ مال کی فراہمی دین ہے وہ اُدھار کرنے والے مشتری (یعنی رب السلم) کے شہر اَور علاقہ کا ہو، تاکہ اُدھار کرنے والے مشتری کو مدیون بائع کی مالی حالت کا علم ہو کہ وہ غنی ہے یا فقیر ہے۔

(iii) مدیون دین کا اِقرار کرتا ہو۔ اگر اِنکار کرتا ہو تو اُس سے دین کا تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(iv) دین کو غیر جنس کے عوض فروخت کرے۔ اَور اگر ہم جنس میں فروخت کرے تو جائز نہیں ہے۔

(v) نہ دین نقدی ہو نہ ثمن نقدی ہو اگرچہ نقود مختلف نوعیّتوں کے ہوں کیونکہ اُن کی بیع کی صحت کے لیے تقابض شرط ہے (یعنی اگر دونوں طرف سونا یا چاندی ہو یا ایک طرف سونا اَور دُوسری طرف چاندی ہو تو مجلس عقد میں اِن پر دونوں طرف سے قبضہ شرط ہے۔ اَور اگر دونوں طرف سے کرنسی ہو تو مجلسِ عقد میں کم اَز کم ایک طرف سے قبضہ ہونا شرط ہے)۔

(vi) دین اُس چیز کا ہو جس کی بیع قبضے سے پہلے جائز نہ ہو۔ اِس طرح طعام (غلہ) سے اِحتراز ہوا کیونکہ طعام پر قبضہ سے پہلے بیع جائز نہیں ہے۔

(vii) مدیون اَور خریدار کے دَرمیان عداوت نہ ہو۔ اِسی طرح مشتری کا مدیون کو مشقت

میں ڈالنے کا یا نقصان پہنچانے کا قصد نہ ہو۔

جب یہ تمام شرائط موجود ہوں تو دین کی بیع جائز ہے اَور اَگر اِن میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو تو بیع جائز نہ ہوگی۔

(3) جب موجودات اعیان و منافع ہوں :

عمل میں سرمایہ لگانے کے بعد موجودات اعیان و منافع کی صورت اِختیار کر لیتے ہیں مثلاً منصوبہ ساز مشینیں اَور آلات خرید لے تاکہ اُن کو اُجرت پر دے یا زمین خرید کر اُس کی اِصلاح کرے یا اُس پر عمارت تعمیر کرے اَور پھر اُس کو اُجرت پر دے۔

موجودات تنہا اَعیان (اَشیاء) ہوں یا تنہا منافع ہوں یا اَعیان و منافع کا مجموعہ ہوں صکوک مالی اَشیاء میں حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں اَور اِسی وجہ سے کسی بھی شرط یا قید کے بغیر اُن کا تداول جائز ہے۔

(4) جب موجودات میں نقود، دیون، اعیان اَور منافع مِلے جُلے ہوں :

اِس حالت میں صکوک اُن ملی جلی چیزوں کے غیر متعین (مشاع) حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اِن صکوک کا معاملہ کمپنیوں کے حصص جیسا ہے کہ طرفین کی رضامندی سے اُس قیمت کے عوض میں جس پر دونوں راضی ہوں بیع وشراء کے ساتھ تداول جائز ہے خواہ وہ قیمت صکوک کی قیمت اِسمیہ کے مساوی ہو یا اُس سے کم وبیش ہو۔

لیکن بعض فقہا کے نزدیک یہ معاملہ اُس وقت جائز ہے جب نقود (نقدی) ودَیون سے اَعیان ومنافع نسبتاً زیادہ ہوں کیونکہ شریعتِ اِسلامیہ غالب پر کل والا حکم لگاتی ہے۔مجمع فقہ اِسلامی نے اِس صورت کو اِختیار کیا ہے۔

بعض دیگر حضرات نے موجودات کے محض مخلوط ہونے کو کافی سمجھا اَور اُنہوں نے اعیان ومنافع کے غلبہ کی شرط نہیں کی بلکہ تبعیت کو اِختیار کیا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جس شے کی علیحدہ مستقل بیع جائز نہیں اُس کی بیع اُس وقت جائز ہے جب وہ کسی اَور قابلِ فروخت شے کے تابع ہو۔فتاوی مجموعۃ البرکۃ

میں اِس کو اِختیار کیا ہے۔ مجموعہ دلّہ کے شرعی مشیر کی بھی یہی رائے ہے، وہ لکھتے ہیں :

''ضروری ہے کہ عمل میں اَعیان ومنافع کا معاملہ نقود و دیون کی جانب ہو یعنی اِن کا تبادلہ نقدی سے ہو، اعیان ومنافع کا غالب ہونا شرط نہیں ہے اَگر چہ اَولیٰ ہے۔ لہٰذا بس اِتنی بات کافی ہے کہ اعیان ومنافع موجود ہیں۔ اِس کی دلیل یہ حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من باع عبدا وله مال فماله للبائع الا ان يشترطه المبتاع** (جس نے غلام بیچا اَور غلام کے پاس کچھ مال ہوتو وہ مال بائع کا ہے اِلا یہ کہ مشتری غلام کے ساتھ اُس مال کی بھی شرط کرلے)۔

جب مشتری نے غلام کے پاس موجود مال کے مبیع میں شامل ہونے کی شرط کی تو طے شدہ قیمت غلام اَور اُس کے پاس موجود مال دونوں کے عوض میں ہوئی حالانکہ یہ ممکن ہے کہ غلام کے پاس جو مال ہے وہ طے شدہ قیمت سے کہیں زیادہ ہو، اِس جواز کی یہی توجیہ ہوسکتی ہے کہ نقدی غلام کے تابع ہے مضاربت اَور مشارکہ میں بھی نقود اعیان ومنافع کے تابع ہوتے ہیں جو کہ مشارکہ کی حقیقت کے اِعتبار سے اَصل ہوتے ہیں کیونکہ مشترکہ نفع حاصل کرنے میں یہ تجارتی سامان ہوتے ہیں۔''

AAOIFI کے معاییر شرعیہ نے تداولِ صکوک کے لیے مندرجہ ذیل ضوابط مقرر کیے :

(1) صکوک کی فروختگی اَور تخصیص (یعنی اُن کی الاٹمنٹ) کے بعد اَور کاروباری عمل شروع ہونے کے بعد اُن کا تداول جائز ہے جب موجودات اعیان ہوں یا منافع ہوں یا خدمات ہوں۔ عمل شروع کرنے سے پہلے تداول صرف اُس وقت جائز ہوگا جب اُس میں عقد صَرف کے ضوابط شرعیہ کا لحاظ کیا گیا ہو جیسا کہ تصفیہ مکمل ہونے کے بعد جب موجودات دیون کی شکل میں ہوں یا صکوک جس شے کی نمائندگی کر رہے ہوں اُس کی اُدھار بیع مکمل ہو چکی ہو تو صکوک کے تداول میں دیون کے اَحکام کی پابندی لازمی ہے۔

(2) صکوک کا تداول جس متعارف اَور مروجہ طریقے سے کریں جائز ہے جبکہ وہ شرع کے مخالف نہ ہو مثلاً بالمشافہ ہو یا اَلیکٹرونک واسطوں سے ہو۔

(3) موجودات جو کرائے پر دیے ہوئے ہوں یا جن کو کرایہ پر دینے کا وعدہ ہو اُن کے صکوک کا تداول فروختگی کے وقت سے لے کر اِنتہائے مدت تک جائز ہے۔

(4) اعیان کے منافع کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُن اعیان کو دوبارہ اِجارہ پر دینے سے پہلے جائز ہے۔ جب وہ اعیان دوبارہ اجارہ پر دیے جائیں تو اُس وقت صکوک اُجرت کی نمائندگی کرتے ہیں اَور یہ اُجرت دُوسرے مستاجر پر دین ہوتی ہے۔ اُس وقت صکوک کا تداول اُن اَحکام کا پابند ہوگا جو دیون میں تصرف اَور ضوابط سے متعلق ہیں۔

(5) ذمہ میں موصوف اَعیان (اَشیاء) کے منافع کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُن اعیان کی تعیین سے پہلے جائز نہیں جن کی منفعت کو وصول کرنا ہے مگر جبکہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ اَلبتہ جب اِن اعیان کی تعیین ہو جائے تو اُس وقت ان صکوک کا تداول جائز ہے۔

(6) وہ خدمات جن کو کسی متعین جہت و جانب سے وصول کیا جائے گا اِن کی ملکیت کے صکوک کا تداول ان خدمات کے اِجارے کے اعادے سے پہلے جائز ہے۔ جب اِجارے کا اعادہ ہو جائے تو اُس وقت صکوک اُجرت کی نمائندگی کرتے ہیں جو نئے مستاجر کے ذمہ دین ہوتی ہے لہٰذا دیون میں تصرف کے اَحکام وضوابط کی پابندی ضروری ہے۔

(7) وہ خدمات جن کو ایسی جہت و جانب سے جو موصوف فی الذمہ ہو اُن کی ملکیت کے صکوک کا تداول اُس جہت کی تعیین سے پہلے جائز نہیں جس سے خدمت وصول کی جائے گی اِلا یہ کہ دیون میں تصرف کے ضوابط کی پابندی کی جائے۔ اَلبتہ جب وہ جہت متعین ہو جائے تو تداول جائز ہے۔

(8) ....

(9) متعین اعیان کے منافع کے دُوسرے خریدار کے لیے جائز ہے کہ وہ اِن کو آگے فروخت کردے اَور اِن کے صکوک بنادے۔

(10) صکوک اِستصناع جب مدتِ اِستصناع میں اعیانِ مملوکہ میں تبدیل ہو جائیں یعنی صکوک کی رقم آرڈر کے مال میں تبدیل ہو جائے اُس وقت اِن صکوک کے حاملین کے لیے اِن کا تداول جائز ہے کیونکہ اُس وقت یہ صکوک اِن موجودات کی نمائندگی کر رہے ہیں جن میں تصرف کرنا جائز ہے۔ جب صکوک کی رقم کو موازی اِستصناع کی قیمت کے طور پر دے دیا ہو یا آرڈر دینے والے کو بنایا ہوا سامان سپرد کر دیا گیا ہو تو اُس وقت صکوک کے تداول میں دیون میں تصرفات کے اَحکام وضوابط کی پابندی لازمی ہوگی کیونکہ اُس وقت صکوک آرڈر دینے والے کے ذمہ ثمن کی نمائندگی کرتے ہیں اَور وہ دین ہے۔

(11) صکوک سلم کا تداول جائز نہیں ہے۔ صک دین سلم کے ایک حصہ کی نمائندگی کرتا ہے اِس لیے اِس کے تداول میں دیون کے اَحکام کی پابندی لازمی ہے۔

(12) مرابحہ کا سامان خریدار کو دیے جانے کے بعد صکوکِ مرابحہ چونکہ مشتری کے ذمہ دین کی نمائندگی کرتے ہیں اِس لیے اِن کے تداول میں دیون کے ضابطوں کی پابندی لازمی ہوگی۔ سامان خریدنے کے بعد لیکن مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے صکوک کا تداول جائز ہے کیونکہ اُس وقت صکوک ایسے موجودات کی نمائندگی کرتے ہیں جن کا تداول جائز ہے۔

(13) صکوکِ مضاربت، صکوکِ مشارکت اَور سرمایہ کاری کے صکوک وکالت کی فروختگی اَور تخصیص اَور منافع واعیان میں کاروباری عمل شروع ہونے کے بعد اِن صکوک کا تداول جائز ہے۔

مجمع فقہ اِسلامی نے خاص صکوکِ مضاربت کے تداول کے بارے میں لکھا کہ :

صکوکِ مضاربت کی فروخت کی مدت ختم ہونے کے بعد ہی اِن کا تداول جائز ہے جبکہ مندرجہ ذیل ضابطوں کو پورا کیا گیا ہو :

(i) صکوکِ مضاربت کی فروخت سے مال مضاربت جمع ہوگا اَور کاروبار میں لگانے سے پہلے وہ نقدی کی صورت میں ہوگا۔ اِس حالت میں صکوک کے تداول کی حقیقت نقدی کے نقدی کے عوض میں تبادلہ کی ہوگی لہٰذا اِس تداول میں بیع صَرف کے اَحکام کی پابندی کرنا ہوگی۔

(ii) جب مالِ مضاربت دین بن جائے تو اُس وقت صکوکِ مضاربت کے تداول میں دیون کے معاملات کے اَحکام جاری ہوں گے۔

(iii) جب مال مضاربت نقود، دیون، اعیان اَور منافع کے مِلے جُلے موجودات میں تبدیل ہو جائے تو صکوک مضاربت کا تداول باہمی رضامندی سے طے شدہ نرخ پر اِس شرط سے جائز ہوگا کہ اَعیان و منافع غالب ہوں۔

(14) مزارعت اَور مساقات کے صکوک کی فروخت کے بند ہونے کے اِور اُن کی الاٹمنٹ ہو جانے کے بعد کے اَور عمل شروع ہونے کے بعد اِن کا تداول جائز ہے جبکہ حاملین صکوک زمین کے مالک ہوں۔ اَور اگر وہ عمل والے (مزارع) ہوں تو صکوک کا تداول صرف اُس وقت جائز ہوگا جب کھیتی یا پھل قابلِ اِنتفاع ہو جائے۔

(15) مغارسہ یعنی شجر کاری کے صکوک کی فروخت بند ہونے کے، اُن کی تخصیص (الاٹمنٹ) ہونے کے اَور عمل شروع ہونے کے بعد اِن صکوک کا تداول جائز ہے، حاملینِ صکوک خواہ زمین کے مالک ہوں یا عامل ہوں۔ (جاری ہے)

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

قسط : ۴

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب مد ظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِستردادِ صکوک

صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے اُن کے حاملین کے لیے شرعًا جائز ہے کہ وہ مصدرِ صکوک کو صکوک لوٹا کر اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے لے اَور یہ ایسے ہے جیسے ایک شریک شرکت میں اپنے حصے کو فروخت کر دے۔ اِس کے لیے صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے منشور میں یہ عہد ہوتا ہے کہ :

''اگر حاملینِ صکوک چاہیں کہ وہ اپنی دی ہوئی قیمت واپس لے لیں تو مصدر صکوک اُن کو واپس خرید لے گا۔''

اِس معاملہ کی صحیح شرعی کیفیت کا مدار اِیجابِ عام پر ہے جو صکوک کے عام خریداروں کے لیے ہوتا ہے اِس طرح سے کہ صکوک جاری کرنے والے اِس بات کا اِلتزام کرتے ہیں اَور اپنے اُوپر لازم کرتے ہیں کہ خاص خاص مدتوں میں بیع کے لیے پیش کیے جانے والے صکوک کو وہ خرید لیں گے۔ مالکیہ کے مذہب کے مطابق ایسا ہوسکتا ہے۔ مجمع فقہ اِسلامی نے اِس کیفیت کو برقرار رکھا ہے۔

یہ اَچھی بات ہے کہ نرخ طے کرنے میں تجربہ کار اَور باخبر لوگوں سے پوچھا جائے جو مارکیٹ کے اَور مرکز مالیات برائے سرمایہ کاری کے حالات کے مطابق قیمت بتائیں۔

فقہ اِسلامی صکوک جاری کرنے والے کو اِجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے جاری کیے ہوئے صکوک واپس خریدنے کا عہد کرے تاکہ یہ بات اُن سرمایہ کاروں کو اپنی طرف راغب کر سکے جو سرمایہ کاری کا ایسا ذریعہ چاہتے ہیں جس میں نفع حاصل کرنے کے علاوہ یہ سہولت بھی ہو کہ وہ جب چاہیں اپنے صکوک کو نقدی میں تبدیل کرلیں۔

اِسترداد کس قیمت پر ہو ؟

اِس میں تین ممکنہ صورتیں ہیں :

(۱) قیمتِ اسمیہ پر ہو (۲) مارکیٹ ریٹ پر ہو اَور (۳) حقیقی قیمت پر ہو

(۱) صکوک جاری کرنے والے کا یہ اِلتزام کرنا کہ وہ قیمتِ اِسمیہ پر صکوک واپس لے گا

شریعت کی رُو سے جائز نہیں کیونکہ یہ تو رأس المال کی ضمانت دینا ہے جو جائز نہیں ہے۔

(۲) حقیقی قیمت یعنی نیٹ (صافی) موجودات میں جو صک کا حصہ ہے اُس پر صکوک واپس لینا کیونکہ یہ ایسا معاملہ جو نہ صرف فقہی اُصولوں کے موافق ہے بلکہ شریعتِ اِسلامیہ کے تقاضۂ عدل کے بھی موافق ہے۔

(۳) رہا مارکیٹ ریٹ پر اِسترداد تو یہ شرعًا جائز ہے کیونکہ یہ موجودات کے غیر متعین حصے کو باہمی رضامندی سے فروخت کرنا ہے۔

معاییر شرعیہ میں ہے :

(۱) وہ صکوک جو تداول (تجارت) کے قابل ہیں اُن کو جاری کرنے والا اپنے منشور میں یہ عہد کر سکتا ہے کہ صکوک کے اِجراء کے عمل کے پورا ہونے کے بعد جو صکوک اِس کے سامنے بیع کے لیے پیش کیے جائیں گے اُن کو وہ مارکیٹ ریٹ پر خرید لے گا۔ اَلبتہ قیمت اِسمیہ پر خریدنے کا عہد کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲) کرائے پر دیے ہوئے موجودات میں ملکیت کے صکوک کی مدت ختم ہونے سے پہلے اِسترداد کے وقت کے مارکیٹ ریٹ پر یا جس ریٹ پر طرفین راضی ہو جائیں اِسترداد جائز ہے۔

(۳) صکوک جاری کرنے والے کی طرف سے مارکیٹ ریٹ پر واپس خریدنے کی تعیین یہ بذاتِ خود خریداری نہیں ہے بلکہ خریدنے کا اِیجاب یا اُس کا وعدہ ہے اَور حقیقی خرید اُس وقت ہوگی جب اِیجاب وقبول ایک وقت میں ہوں یعنی جب حاملِ صک اِسترداد طلب کرے۔

(۴) غرض صکوک کو جاری کرنے والا جب اِسترداد کے دِن کے مارکیٹ ریٹ پر خریدنے کا وعدہ کرے تو اِس کے جواز میں کوئی شرعی رُکاوٹ نہیں ہے بلکہ عدل اِسی کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ مارکیٹ ریٹ ضبط میں آنے والی چیز ہے اَور (یہ مسلّمہ

ضابطہ ہے کہ) جب اِلتزام تام ہوجائے (یعنی جس چیز کو اپنے اُوپر لازم کیا ہے جب وہ ہر طرح سے لازم ہوجائے) تو اُس کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔

اِطفاءِ صکوک

(1) صک کے دو عنصر ہوتے ہیں : (i) اَصل صک اَور (ii) نفع ہونے کی حالت میں نفع

(2) اَصل صک سے مراد اُس کی قیمت اِسمیہ ہے اَور وہی نفع کا موجب ہوتی ہے خواہ اِس طرح سے کہ خود صک کی قیمت اِسمیہ بڑھ جائے (اِس کو رأس المال کا نفع کہا جاتا ہے) یا اِس طرح سے کہ وہ رقم کاروبار میں لگائی جائے اَور اُس میں نفع حاصل ہو۔

(3) اَصل صک میں تین حالتوں کا اِحتمال ہے : (i) اُس کی قیمت اِسمیہ برقرار رہے۔ (ii) مارکیٹ نرخ بڑھ جائے یعنی رأس المال کا نفع حاصل ہو۔(iii) مارکیٹ نرخ کم ہوجائے یعنی رأس المال میں نقصان ہوجائے۔

(4) صکوک کا اِجراء ایک محدود مدت کے لیے ہوتا ہے اِس لیے اِس مدت کے ختم ہونے پر صکوک کا تصفیہ تام ہوجاتا ہے کیونکہ محدود مدت کے خاتمہ پر صکوک کو تصفیہ یا اِطفاء خود بخود لازم ہوجاتا ہے اَور یہ اِس طرح کہ متعین مدت کے ختم ہونے پر صکوک میں موجود سرمایہ کاری کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے اَور وہ نقدی میں بدل جاتے ہیں۔

(5) اِطفاء کی دو قسمیں ہیں :

(i) تدریجی اِطفاء یعنی صکوک کی فروختگی کے بعد اُن کی مدت ختم ہونے سے پہلے اُن کی قیمت قسط وَار لوٹادی جائے، اِس طرح اُن صکوک میں اِستثماریت آہستہ آہستہ مرحلہ وَار کم ہوتی جاتی ہے۔

(ii) یکدم اِطفاء جو صکوک کی مدت ختم ہونے پر ہوتا ہے بالفاظِ دیگر جونہی مدت ختم ہوتی ہے صکوک میں اِستثماریت کا وصف ختم ہوجاتا ہے اَور مصدرِ صکوک اِس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ حاملِ صکوک سے صکوک کو فوری واپس خرید لے۔

(6) اِطفاء کے عملاً دو طریقے ہیں :

(i) حقیقی : اِطفاء حقیقی یہ ہے کہ صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن کو فروخت کر دیا جائے اَور نقدی حاصل کی جائے۔

(ii) حکمی : صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن کی قیمت لگوائی جائے یا صکوک کے اِجراء کرنے والے کی دلچسپی ہو تو اُس کے ہاتھ اِن اَشیاء کو فروخت کر دیا جائے۔

دونوں طریقوں سے حاصل ہونے والی رقم کو حاملینِ صکوک پر موجودات میں اُن کی ملکیت کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے۔

(7) اِطفاءِ صکوک کے جواز کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ صکوک کو جاری کرنے والا حاملین کو یہ عہد و ضمانت نہ دے کہ وہ صکوک کی مدت کے اِختتام پر قیمت اِسمیہ پر صکوک خرید لے گا۔

(8) صکوک اِجارہ کے اِطفاء کی چند صورتیں :

صکوک کا اِطفاء اُن کے بے قیمت رہ جانے سے بھی ہوتا ہے اَور بے قیمت رہ جانا اِس سے ہوتا ہے کہ صکوک جس شے کی نمائندگی کر رہے ہیں وہ جاتی رہے مثلاً

(i) اُجرت پر دی ہوئی شے میں ملکیت کے صکوک کا اِطفاء اِس سے بھی ہوتا ہے کہ وہ شے قدرتی طور سے ہلاک ہو جائے مثلاً اگر کسی بحری جہاز کے صکوک ہوں اَور وہ جہاز ڈوب جائے تو صکوک خود بخود بے قیمت ہو جائیں گے۔

(ii) منافع میں ملکیت کے صکوک میں مدت اِجارہ ختم ہو جائے۔

(iii) خدمات میں ملکیت کے صکوک میں خدمت پوری وصول کرنے سے بھی اِطفاء ہو جاتا ہے مثلاً دس گھنٹے کے فضائی سفر کی منفعت کی ملکیت کے صکوک ہوں اَور حاملِ صکوک اِتنا سفر کر لے تو اُس کے صکوک اپنی اِنتہاء کو پہنچ جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

قسط : ۵

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جا رہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

صکوکِ اِجارہ کے ایک کیس کا مطالعہ

حامد بن حسن اپنی کتاب ''صکوک الاجارہ'' میں لکھتے ہیں :

بحرین کے مالیاتی اِدارے نے مملکتِ بحرین کی نمائندگی کرتے ہوئے جولائی ۲۰۰۴ء سے جولائی ۲۰۱۴ء تک یعنی دس سال کی مدت کے لیے ۴۰ ملین بحرینی دینار کی مالیت کے صکوکِ اِجارہ جاری کیے۔ اِس منصوبے کے چند اہم نکات یہ ہیں :

(۱) اِجارے کے اِسلامی صکوک ایک مالی وسیلہ وذریعہ ہیں جو حکومتی جائیداد یعنی بحرین کے اِنٹرنیشنل ہوائی اَڈے کی زمین کے ایک حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔

(۲) حکومتِ بحرین اِس اِجراء کے تقاضوں کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے وہ زمین سرمایہ کاری کرنے والے حاملینِ صکوک کے نام کردے گی کیونکہ اُنہوں نے وہ زمین حکومت سے خرید لی ہے اَور پھر اُنہوں نے وہ زمین حکومت کو اُجرت پر دے دی ہے۔ حکومتِ بحرین وعدہ دیتی ہے کہ صکوک کی مدت ختم ہونے پر وہ زمین کو حاملینِ صکوک سے اُسی قیمت فروخت کے عوض میں واپس خرید لے گی۔ اِن صکوک میں حکومتِ بحرین نے غیر مشروط ضمانت دی کہ وہ مدت ختم ہونے پر فروخت شدہ زمین کو قیمتِ فروخت پر ہی واپس خرید لے گی۔ اِسی طرح اُس نے یہ ضمانت بھی دی ہے کہ وہ فروخت شدہ زمین کو پوری مدت (یعنی دس سال) تک متواتر اُجرت پر لیے رکھے گی اَور اُس کی اُجرت حاملینِ صکوک پر تقسیم کی جائے گی۔

صکوک کا یہ اِجراء ۵/ فروری ۱۹۹۹ء کے فتوے کے تحت تھا جو رقابتِ شرعیہ (شرعی نگرانی) کے ایک بورڈ نے جاری کیا تھا یہ بورڈ شیخ عبداللہ بن منیع ڈاکٹر حسین حامد حسان شیخ عبدالحسین عصفور، شیخ عبدالستار اَبوغدہ اَور شیخ تقی عثمانی پر مشتمل تھا۔

لیکن پھر شیخ عبداللہ بن منیع نے اپنے فتوے سے رُجوع کر لیا اَور بینک راجحی (Rajehi) کے چوتھے فقہی اِجلاس میں اِعلان کیا کہ اُنہوں نے اپنے فتوے سے رُجوع کر لیا ہے اَور اَب اُن کی رائے یہ ہے کہ بیع وفا، بیع عینہ اَور عقدِ صوری اِن تین علتوں کے پائے جانے کی وجہ سے صکوک حرام ہیں

اَور وہ اِن سے براء ت کا اِظہار کرتے ہیں۔

جبکہ مولانا تقی عثمانی نے اِس اِجلاس میں یہ بات کہی :

ولكن بما ان ذالك يجعل العملية مشابهة للتمويل الربوى وان كان مبنيا على عقود مشروعة فاننا لا نحب التوسع فى ذلك. وانما اجزناه للفترة المرحلية لا يجاد بديل لسندات الخزينة ونؤكد الآن على مصدرى الصكوك ان يكون البيع فى النهاية على سعر السوق. (صكوك الاجاره :حاشية ص ۴۰۴)

''لیکن چونکہ اَصل قیمت یعنی قیمت اِسمیہ پر واپس خریدنے کی شرط صکوک کے عمل کو جواَگرچہ شرعی عقود پر مبنی ہے سودی تمویل کے مشابہ کردیتی ہے اِس لیے ہم اِس میں مزید گنجائش کو پسند نہیں کرتے۔ ہم نے اِس کی اِجازت محض اس وجہ سے دی تھی کہ اِبتدائی مرحلہ میں سندات خزانہ(Treasury Bills) کا کوئی متبادل نکالا جائے۔ اَب ہم صکوک جاری کرنے والوں کو تاکید کرتے ہیں کہ مدت کے اِختتام پر واپس خرید مارکیٹ ریٹ پر ہو۔''

لیکن شیخ عبدالستار اَبو غدہ اَور ڈاکٹر حسین حامد حسان نے صکوک کے منشور میں قیمت اِسمیہ پر واپس خریداری کی شرط کے باوجود صکوک کے جواز کو باقی رکھا۔ اِن حضرات کی دلیل مختصر اَلفاظ میں یہ تھی کہ یہ صکوک چند عقود اَور وعدوں پر مشتمل ہیں جن کی تمام شرائط اَور جن کے تمام شرعی تقاضے پورے ہیں اَور چونکہ عقود وشروط میں اَصل اَباحت وحلت ہے اِس لیے اِن کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

علاوہ اَزیں اِن معاملات کا اِس شکل میں اکٹھا ہونا خالص قرض سے بالکل جدا چیز ہے کیونکہ پہلے بیع پھر اِجارہ اَور پھر بیع، یہ معاملات حقیقت کے اِعتبار سے نہ تو قرض ہیں اَور نہ ہی قرض کے مشابہ ہیں کیونکہ اِجارے اَور قرض کے درمیان اُن کی شرائط اَور اُن کے اَحکام وتقاضوں کے اِعتبار سے بڑا فرق ہے۔

صکوکِ مضاربت

شیخ وہبہ زُحیلی مدظلہ لکھتے ہیں :

''معاصر فقہاء نے سودی سندات کا متبادل تلاش کیا ہے جس کو صکوکِ مضاربت کہا جاتا ہے اَور جو شرکتِ مضاربت، مضاربت اَور شرکتِ متناقصہ کی بنیاد پر قائم ہے۔ تمویل میں صکوک خریدنے والوں سے پہلے مال اکٹھا کیا جاتا ہے پھر صکوک جاری کرنے والا اِدارہ مضاربت پر عمل کرتا ہے اَور حاصل ہونے والے نفع کو دونوں طے شدہ شرح سے تقسیم کرتے ہیں اَور اگر نقصان ہوجائے تو وہ مال والوں پر یعنی حاملینِ صکوک پر پڑتا ہے۔ حاملینِ صکوک کو متعین نفع نہیں ملتا، مضاربت کا رأس المال مساوی قیمت کے حصوں میں تقسیم ہوجاتا ہے اَور یہ مالکیہ کے نزدیک مضاربتِ مشترکہ کی صورت میں جائز ہے۔ اِطفائے صکوک میں اِدارہ صکوک کی رقم کو شرکتِ متناقصہ کی بنیاد پر تدریجًا یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے واپس کرتا ہے۔''

صکوکِ مضاربت کے تداول (تجارت) کا حکم :

تداول اگر کاروباری منصوبے پر عمل کرنے سے پیشتر ہو تو جائز نہیں کیونکہ مال اَبھی تک نقدی کی صورت میں ہے اَور نقدی کا نقدی کے عوض تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ یا اُدھار میں جائز نہیں ہے، یہ بات عقدِ صرف کی بنیاد پر ہے۔

اَور اگر صکوک کا تداول منصوبے پر عمل شروع کرنے کے بعد ہو تو اگر اِدارے کے موجودات میں اَعیان (سامان و اَشیاء) اَور منافع نقدی کی بہ نسبت زیادہ ہوں یعنی ۵۱ فیصد یا اِس سے زیادہ ہوں تو جائز ہے جیسا کہ مجمع فقہ اِسلامی کے چوتھے اِجلاس میں طے پایا تھا۔

غرض جب مضاربت کے عوض میں تمام موجودات اَشیاء یا منافع کی شکل میں ہوں تو اُن کی بیع جائز ہے کیونکہ یہ نقد اَدائیگی کے عوض اَشیاء کی بیع ہے اَور اِس میں نہ سود ہے نہ غرر ہے۔ اَور جب

عوض کے اکثر موجودات اَشیاء اَور منافع ہوں تب بھی اِن صکوک کی بیع جائز ہے کیونکہ اَکثر کا حکم وہی ہوتا ہے جو کل کا حکم ہوتا ہے۔

اَور اگر مضاربت کے عوض میں کل یا اَکثر موجودات مرابحہ مؤجلہ کے دیون ہوں تو صکوک کی بیع جائز نہیں کیونکہ شریعت میں دیون (قرض) میں معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

صکوکِ مضاربت کی واپس خرید کا مسئلہ :

یہ قسطوں میں ہو یا تدریجی ہو اِس میں شریعت کی طرف سے کوئی رُکاوٹ نہیں ہے کیونکہ یہ یا تو مضاربت کا فسخ ہے یا مضارب کی معزولی ہے مگر اِس شرط کے ساتھ کہ مضارب مضاربت کے موجودات کو نقدی میں تبدیل کرے چاہے تو اَشیاء کو کسی دُوسرے کے ہاتھ فروخت کر کے یا چاہے تو خود خرید کر کیونکہ یہ بات عقد مضاربت کے تقاضے کے خلاف نہیں ہے۔

یہ ضروری ہے کہ واپسی میں صکوک کی قیمت مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہو قیمت اِسمیہ نہ ہو جس کو اُردن کے قانون نے اِختیار کیا ہے کیونکہ قیمت اِسمیہ پر واپسی صکوک کو مضاربت سے نکال کر قرض بنا دیتی ہے۔

صکوکِ مضاربت کے بارے میں مجمع فقہ اِسلامی کی قرارداد میں ہے :

''صکوکِ مضاربت سرمایہ کاری کے وہ ذرائع ہیں جو مضاربت کے رأس المال کے حصوں پر مشتمل ہیں اِس طرح سے کہ رأس المال کی ملکیت کے صکوک کا اِجراء مساوی قیمت کی اَکائیوں کی شکل میں کیا جاتا ہے جن کے ہر ایک پر حاملِ صک کا نام درج ہوتا ہے۔ اُنہی کے اِعتبار سے مضاربت کے رأس المال کے یا جس سامان وغیرہ میں رأس المال منتقل ہو جائے اِس کے غیر متعین حصوں کے حاملین صکوک اپنی ملکیت کی نسبت سے مالک ہوتے ہیں۔''

صکوکِ مضاربت کے شرعًا درست ومقبول ہونے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا پایا جانا ضروری ہے :

(۱) جس کاروباری منصوبے کو شروع کرنے کے لیے یا چلتے ہوئے منصوبے کو آگے بڑھانے کے لیے صکوک جاری کیے گئے وہ صکوک اِس منصوبے کے غیر متعین حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہوں اَور یہ ملکیت منصوبے کی اِبتداء سے اِنتہاء تک متواتر قائم رہے۔

صک پر حامل صک کے لیے اُن تمام حقوق وتصرفات کا ترتب ہو جو مالک کے لیے شرعًا ثابت ہوتے ہوں جیسے بیع، ہبہ، رہن اَور میراث وغیرہ۔

(۲) صکوکِ مضاربت میں عقد اِس بنیاد پر قائم ہو کہ اِجراء کے منشور میں تمام شرائط مذکور ہوں اَور مضاربت کا اِیجاب صکوک کی فروخت سے ہو اَور مضاربت کا قبول صکوک جاری کرنے والے کے ساتھ موافقت سے اَور صکوک کی خرید سے ہو۔

یہ بات ضروری ہے کہ منشور میں وہ تمام وضاحتیں مذکور ہوں جو شرعًا مطلوب ہوں مثلًا رأس المال کی تفصیل، نفع کی تقسیم کا بیان اَور وہ تمام شرائط جو خاص اِس اِجراء سے متعلق ہوں اَور یہ شرائط اَحکامِ شرعیہ کے موافق ہوں مخالف نہ ہوں۔

(۳) صکوکِ مضاربت فروخت کی مدت ختم ہونے پر تداول کے قابل ہوں۔ یہ بات اِس کو متضمن ہے کہ مضارب کی طرف سے صکوک کے تداول کی اِجازت ہے۔

تداول میں مندرجہ ذیل ضابطوں کا بھی لحاظ رکھا جائے :

(ا) صکوک کی فروخت سے جمع شدہ سرمایہ کاروبار میں اِستعمال کیے جانے سے پہلے نقدی کی صورت میں ہوتا ہے۔ اُس وقت صکوک کا تداول نقدی سے نقدی کا تبادلہ بنے گا اِس لیے اِس میں بیع صرف کے اَحکام جاری ہوں گے۔

(ب) جب مالِ مضاربت دَین کی شکل میں بدل جائے تو صکوکِ مضاربت کے تداول میں

معاملات دیون کے اَحکام جاری ہوں گے۔

(ج) جب مالِ مضاربت ملی جلی موجودات کی صورت میں ہو یعنی نقدی، دیون، اَشیاء اَور منافع ملے جلے ہوں تو :

(i) اگر غالب حصہ اَشیاء اَور منافع کا ہو تو صکوک کا تداول آپس میں طے کردہ قیمت پر جائز ہے۔

(ii) اَور اَگر غالب حصہ نقدی اَور دیون پر مشتمل ہو تو تداول میں بیع صرف اَور بیع دیون کے شرعی اَحکام کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

سرمایہ کاری کے لیے یا کسی کاروباری منصوبے کو قائم رکھنے کے لیے صکوک کی فروخت سے جو شخص سرمایہ اکھٹا کرتا ہے وہ مضارب ہوتا ہے۔ مضارب کاروباری منصوبے کا مالک نہیں ہوتا سوائے اُس حصے کے جس کے بقدر اُس نے خود اپنے لیے صکوک خریدے ہوں۔ علاوہ اَزیں کاروبار میں نفع ہونے پر وہ منشور میں طے شدہ نسبت سے نفع میں شریک بن جاتا ہے۔

صکوک کی فروخت سے حاصل شدہ سرمائے پر اَور اُس سے خریدے ہوئے سامان پر مضارب کا قبضہ اَمانت کا ہوتا ہے اَور اُس کے ضائع ہونے پر مضارب پر تاوان نہیں مگر صرف اُس وقت جب مضارب سے تاوان کا موجب شرعی سبب پایا گیا ہو۔

مذکورہ بالا ضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے صکوک کا تداول اَوراقِ مالیہ کے بازار میں جائز ہے جبکہ وہ بازار موجود ہو اَور شرعی ضابطوں کو پورا کرتا ہو۔

صکوک کے اِجراء کے منشور میں یا خود صکوکِ مضاربہ میں یہ تصریح نہ ہونی چاہیے کہ رأس المال کا اَور قطعی نفع کا تاوان مضارب کے ذمہ ہوگا یا (اَشیاء کی قیمت بڑھ جانے سے) رأس المال میں جو نفع ہو مضارب اُس کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ یہ بات خواہ تصریحاً ذکر ہو یا ضمناً بہرحال تاوان کی شرط باطل ہوگی اَور مضارب اُجرتِ مثل کا حقدار ہوگا۔

یہ بھی جائز نہیں کہ منشور میں یا اُس کے موافق جاری کیے گئے صکوک میں کسی ایسی بات کی

تصریح ہو جو بیع کو لازم ہوتی ہے خواہ وہ بات کسی شرط کے ساتھ معلق ہو یا مستقبل کی طرف مضاف ہو اَلبتہ اِتنی بات جائز ہے کہ صکوکِ مضاربہ بیع کے وعدے کو متضمن ہو۔ اِس حالت میں بیع اُس قیمت پر تام ہوگی جو باخبر لوگ بتائیں اَور جس پر مضارب اَور حاملینِ صکوک دونوں راضی ہوں۔

یہ بھی جائز نہیں کہ منشور یا صکوک میں کوئی ایسی بات صراحۃً ذکر ہو جو نفع میں شرکت کے اِحتمال کو قطع کرتی ہو۔ اَگر ایسی کوئی تصریح ہوگی تو عقد باطل ہوگا۔

نفع میں اِستحقاق نفع ظاہر ہونے سے ثابت ہوتا ہے جبکہ نفع میں ملکیت اُس وقت آتی ہے جب سارا مال نقدی کی صورت میں آجائے یا اُس کی قیمت لگوالی جائے اَور نفع لازم ہوتا ہے تقسیم سے۔

منشور میں کوئی ایسی بات بھی ذکر نہ کی جائے جو ایک دَور کی مدت پوری ہونے پر نفع کی تقسیم کی متعین نسبت کو قطع کرے۔

منشور یا صکوک میں ایسی کوئی صراحت بھی نہ ہونی چاہیے جو شرعًا ممنوع ہو مثلاً یہ کہ عقد مضاربہ کے فریقوں سے علیحدہ ایک تیسرا فریق جو اپنی ذات اَور اپنی مالی ذمہ داری کے اِعتبار سے مستقل ہو اَور جو محض تبرع کے طور پر کسی خاص کاروبار میں ایک مخصوص حد تک نقصان کی تلافی کی ذمہ داری اِختیار کرے اَور اِس تبرع کے مقابل کوئی عوض نہ ہو۔ (جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ٦

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں مِلیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِسلامی صکوک پر تحفظات

اِسلامی صکوک پر پہلا تحفظ : مدیرِ صکوک کی مرعوبیت

حضرت مولانا تقی صاحب عثمانی مدظلہٗ اپنے مقالے ''الصكوك وتطبيقاتها المعاصرة میں لکھتے ہیں :

''بازار میں بہت سے صکوک پھیلے ہوئے ہیں جن کو اِسلامی کہا جاتا ہے۔ اِن صکوک کو جاری کرنے والے اپنی مقدور بھر کوشش کرتے ہیں کہ وہ مروجہ سودی سندات کا مقابلہ کریں۔ اِس کے لیے اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ صکوک سودی سندات کی بہت سی خصوصیات کے حامل ہوں تا کہ وہ اِسلامی بازار میں اَور مروجہ سودی بازار میں بیک وقت سہولت سے رائج ہوں۔''

سودی سندات کے ظاہر تر خصائص کا خلاصہ یہ ہے :

(۱) سندات اپنے حاملین کی کسی تجارتی یا صنعتی منصوبے میں ملکیت کو ظاہر نہیں کرتیں۔ یہ صرف سودی قرضے کی توثیق کرتی ہیں جو حاملینِ سندات نے اُن کے جاری کرنے والے (منصوبے کے مالک) کو دیا۔

(۲) حاملینِ سندات کو ایک خاص مدت (TERM) کے پورا ہونے پر مالی فائدہ دیا جاتا ہے جو رأس المال کی نسبت سے طے ہوتا ہے حقیقی نفع کی نسبت سے نہیں۔ پھر یہ نسبت بھی متعین ہوتی ہے اَلبتہ سرمایہ کاری طویل مدت کے لیے ہو تو طوالت کے کم وبیش ہونے کے لحاظ سے نفع کی نسبت کم وبیش ہوتی ہے۔

(۳) سودی سندات اِس بات کی ضمانت ہوتی ہیں کہ اُن کی مدت پوری ہونے پر اَصل رأس المال واپس مل جائے گا خواہ سرمایہ کاری کے منصوبے میں نفع ہوا ہو یا نقصان ہوا ہو۔

اِن سندات کے جاری کرنے والے پر صرف رأس المال اَور اُس پر طے شدہ فائدہ یعنی سود

اَدا کرنا واجب ہوتا ہے اَور منصوبے سے اُس نے جو کہیں زیادہ نفع حاصل کیا وہ سب کا سب منصوبے کے مالک کا ہوتا ہے اَور حاملینِ سندات کو یہ حق نہیں ہوتا کہ وہ اپنے طے شدہ سود سے زیادہ نفع کا مطالبہ کرسکیں۔

یہ ممکن نہیں کہ سودی سندات کے یہ خصائص اِسلامی صکوک میں بلاواسطہ موجود ہوں لیکن اَب اِسلامی صکوک جاری کرنے والوں کی بھی کوشش ہوتی ہے کہ سودی سندات کے بڑے بڑے خصائص سے اُن کے صکوک بھی مزین ہوں اگرچہ بالواسطہ ہی سہی اِس لیے اُنہوں نے مختلف خصائص کے حامل صکوک اَور مالی آلات (Instruments) اِیجاد کیے ہیں۔

اَصل منصوبے میں حاملینِ صکوک کی ملکیت :

اَکثر صکوک اِس نکتے میں سودی سندات سے واضح طور پر مختلف ہیں کیونکہ عام طور سے وہ اَصل شے کے غیر متعین (مشاع) حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں جن سے نفع یا کرایہ حاصل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں اَصل شے سے مراد اُجرت پر دی ہوئی اَشیاء و جائیداد ہیں یا تجارتی و صنعتی منصوبے ہیں یا متعدد منصوبوں کا مجموعہ ہے۔ یہ وہ واحد نکتہ ہے جو صکوک کو سودی سندات سے ممتاز کرتا ہے۔ لیکن اَب ایسے صکوک منظرِ عام پر آئے ہیں جن میں ملکیت کی نمائندگی مشکوک نظر آتی ہے اُن کی مثال یہ ہے :

کبھی وہ اَثاثے جن کی نمائندگی صکوک کرتے ہیں کمپنیوں کے حصص ہوتے ہیں اَور اُن میں حقیقی ملکیت سرے سے نہیں ہوتی۔ حاملینِ صکوک کو بس یہ تصور دیا جاتا ہے کہ وہ اُن کے نفع کے حقدار ہیں۔ یہ تو حصص کے نفع کی خریداری ہوئی جو شرعًا جائز نہیں ہے (کیونکہ حصص صکوک جاری کرنے والے کی ملکیت رہتے ہیں اَور وہ اُن کی بنیاد پر صکوک جاری کرتا ہے تو حاملینِ صکوک اُن حصص کے مالک نہیں بنتے۔ البتہ حصص پر ملنے والا نفع حاملینِ صکوک پر تقسیم کر دیا جاتا ہے)۔

اِسی طرح بعض صکوک اِجارہ، اِستصناع اَور (اُدھار) مرابحہ سے مرکب (Hybrid

Sukuk) ہوتے ہیں اَور اُن کا اِجرا کسی بینک کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ وہ بینک اِس مرکب کے صکوک بنا کر اُن کو فروخت کرتا ہے اِس مرکب میں اُدھار مرابحہ کو شامل کرنے سے دَین (قرض) کی بیع کا شبہ پیدا ہوتا ہے اگرچہ اِجارہ، مشارکہ اَور اِستصناع کی بہ نسبت مرابحہ کا حصہ کم ہی ہو لیکن اِتنی بات بھی مضمون میں نظر ثانی کا تقاضا کرتی ہے۔

اِسلامی صکوک پر دُوسرا تحفظ : صکوک کا بڑا حصہ حیلہ ہیں

(۱) ''صکوک کی ضرورت اَور فائدے'' کے عنوان کے تحت ہم نے مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کے ذکر کردہ تین نکتے نقل کیے تھے جن کا حاصل یہ تھا کہ بڑے بڑے کاروباری یا سرکاری منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم ہو اَور سرمایہ کار شریعت کی رُو سے حلال نفع کی ترغیب میں مطلوب سرمایہ فراہم کریں خواہ کسی کاروباری اِدارے کو براہِ راست دیں یا کسی مالیاتی اِدارے مثلاً بینک کی معرفت دیں۔

(۲) اگرچہ پیچھے صکوک کی کل چودہ قسموں کا ذکر ہوا ہے لیکن عملاً صکوک کی چند ایک ہی قسمیں رائج ہیں مثلاً صکوکِ اِجارہ، صکوکِ مضاربہ اَور صکوکِ مرابحہ اَور صکوکِ مشارکہ۔ باقی قسمیں یا تو خال خال ہیں یا بالکل متروک ہیں۔ پھر اِن میں سے بھی بڑی اَکثریت اُن صکوک کی ہے جو کسی موجود جائیداد کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اِن صکوک کے خریدار اِس جائیداد کے مالک بن جاتے ہیں اَور پھر وہ صکوک جاری کرنے والا اِس جائیداد کو کرایہ پر لیتا ہے اَور اَخراجات منہا کر کے کرایہ صکوک کے خریدار و حاملین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ حیلہ بھی صرف اِسی قسم میں جاری ہوتا ہے۔

اَب ہم کہتے ہیں کہ نفع کی ترغیب کے بغیر اِتنی بڑی تمویل اَور اِتنے بڑے قرض کا ملنا دُشوار بلکہ ناممکن ہے۔ سود سے اِجتناب کی صورت میں بیع بالوفاء یا بیع عینہ کے حیلوں کا تصور کیا جا سکتا ہے جن کو مجبوری میں اِختیار کیا گیا ہے غرض اُن کی رُخصت حاجت و مجبوری میں تھی۔

بیع بالوفاء کی صورت یہ ہے کہ زید بکر کے ہاتھ اپنی زمین پانچ لاکھ روپے کے عوض فروخت کرے اَور بکر سے کہے کہ جب میں یہ رقم واپس لاؤں گا تو یہ زمین تم میرے ہاتھ فروخت کرو گے۔ اِس

معاملہ کا بکر کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ زمین کو اپنی خریدی ہوئی اَور اپنی ملکیت سمجھ کر اِس سے فائدہ اُٹھائے گا ورنہ حقیقت کے اِعتبار سے زید نے بکر سے قرض لیا ہے اَور اپنی زمین بکر کے پاس گروی رکھی ہے اَور گروی سے نفع اُٹھانا سود بنتا ہے۔

بیع بالوفاء کو متقدمین نے ناجائز کہا۔ اَلبتہ متاخرین نے یہ دیکھ کر کہ اہلِ مصر پر قرض زیادہ چڑھ گئے ہیں اَور فوری واپسی کی صورت ممکن نہیں اُنہوں نے بیع بالوفاء کو جائز بتایا کہ مجبور کو اِس حیلے سے قرض ملے اَور قرض کی واپسی تک اِس کو مہلت بھی ملے۔

صکوک میں اَفراد کی ضرورت و حاجت کا مسئلہ نہیں ہے اَلبتہ مسلمانوں کی قوم و اِجتماعیت کا مسئلہ ہے یعنی یہ کہ قومی اَور اِجتماعی سطح پر سرمایہ کاری شرعی ضابطوں کے مطابق ہو۔ اِس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اِقتصادیات کو اِسلامی بنانے میں حیلوں سے کام لیا جاسکتا ہے ؟

اگر جواب میں ہم کہیں کہ ہاں حیلوں سے کام لیا جاسکتا ہے تو اِس میں خرابی یہ ہے کہ اِقتصادیات کے اِسلامی اُصول واَحکام کسی کے سامنے عملاً کھل کر نہ آئیں گے اَور سمجھ بوجھ والے یہی سوچیں گے کہ اِس دَور کی اِقتصادی دَوڑ میں اِسلام بہت پیچھے رہ گیا ہے اَور اَب حیلوں کے ذریعے سودی نظام کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اَور نفس پرست لوگ کہیں گے کہ اگر اِسلامی صکوک کے نام کے حیلے سے مسلمان سرمایہ کاروں سے سرمایہ نکلوایا جاسکتا ہے تو ایسے ہی سہی۔ اَور اگر ہم کہیں کہ حیلوں سے کام نہیں لیا جاسکتا تو پھر بظاہر اِسلامی اِقتصادیات کی گاڑی حرکت ہی نہ کرے گی۔

غرض ایسے طریقوں سے اِسلام کے اِقتصادی نظام کا کوئی اچھا تصور سامنے نہیں آتا اَلبتہ بڑے بڑے کاروباری یا صنعتی منصوبوں کے لیے اِنتہائی مال داروں کو یا حکومت کو اپنے عظیم منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم ہوجاتا ہے۔

صکوک کے حیلہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ صکوک جاری کرنے والا اپنی کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی مالیت کے صکوک بنا کر پبلک کو فروخت کرتا ہے تاکہ اِس کو سرمایہ حاصل ہو جو سود یا نفع کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ صکوک جاری کرنے والے کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ وہ اپنی جائیداد کا مالک حقیقۃً

حاملینِ صکوک کو بنا دے کیونکہ صکوک کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ اپنی جائیداد لامحالہ واپس لے لے گا اَور حاملینِ صکوک کو واجب الادا رقم واپس دیدے گا۔

دیکھیے بحرین کے مالیاتی اِدارے نے ہوائی اَڈے کی کچھ زمین جس کی تحدید بھی نہیں کی گئی اُس کی مالیت کے صکوک بنا کر عوام میں فروخت کیے اَور اِس طرح چالیس ملین دِینار اکٹھے کیے۔ کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ حکومتِ بحرین صکوک خریدنے والوں کو واقعی زمین کی ملکیت دینا چاہتی تھی جس کی کچھ حد بندی نہیں کی گئی۔ اَور اگر واقعی کچھ زمین تھی تو کیا واقعی چالیس ملین دِینار کی مالیت کی زمین تھی، کم کی نہ تھی۔ علاوہ اَزیں اِن صکوک کی مدت دس سال تھی۔ کیا اِس کا تصو کیا جا سکتا ہے کہ حاملینِ صکوک اِس مدت کے بعد زمین کی ملکیت اپنے پاس رکھ سکیں واپس فروخت نہ کریں ؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ لہٰذا صکوک کی صورت میں یہ بیع صرف اِس لیے ہے کہ حاملینِ صکوک بیع بالوفاء کی طرح اپنی دی ہوئی رقم پر کچھ فائدہ اُٹھا سکیں۔

بیع بالوفاء کے برخلاف صکوک میں اِس بات پر زور دیا گیا ہے کہ واپسی کے وقت صکوک کا جو مارکیٹ ریٹ ہوگا یعنی جائیداد کا جو مارکیٹ ریٹ ہوگا اُس پر واپسی ہوگی لیکن اِس کا فائدہ تو تب ہے جب زمین و جائیداد کے صکوک کی مالیت اَور قیمت مارکیٹ ریٹ کے مطابق طے کی جائے لیکن اگر ایک ہزار کی زمین کی مالیت کو ایک لاکھ فرض کر لیا جائے تو مارکیٹ ریٹ کا تذکرہ بے فائدہ ہوگا۔ یہ صورت اُس وقت سامنے آئے گی جب جائیداد کی بنیاد پر صکوک جاری کرنے والا خود اِس جائیداد کو کرائے پر لینے کا کہے۔ کیونکہ اُس وقت دیکھا جائے گا کہ کتنی زمین کتنے کرائے پر لے دے رہے ہیں۔

اُوپر جو ہم نے کہا کہ کسی فرد کے اِعتبار سے حیلے جائز ہو سکتے ہیں قوم و ملت و اِجتماع کے اِعتبار سے نہیں۔ اِس پر کوئی تین طرح سے اِعتراض کر سکتا ہے۔ ذیل میں ہم اِعتراض اَور اُس کا جواب ذکر کرتے ہیں :

(۱) رسول اللہ ﷺ نے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا۔ وہ آپ کی خدمت میں کھجور کی ایک خاص قسم جنیب لے کر آئے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا خیبر کی ساری کھجوریں

ایسی ہوتی ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ! ہم عام کھجوروں کے دو صاع دے کر اِس کھجور کا ایک صاع یا عام کھجوروں کے تین صاع دے کر اِس کے دو صاع خریدتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو (کیونکہ یہ سود ہے) اِس کے بجائے عام کھجوروں کو دراہم سے بیچ دو پھر دراہم سے جنیب کھجور خرید لو۔

اِس حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ نے حرام سے بچنے کا حیلہ بتایا اَور اِس میں نہ تو یہ قید ہے کہ حیلہ کرنے والے خاص خاص اَفراد ہوں پوری قوم نہ ہو اَور نہ یہ قید ہے کہ اِجتماعی طور پر پوری قوم اِس حیلہ کو اِختیار نہیں کر سکتی۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ جنیب کھجور میں حیلہ صکوک کے حیلے سے بہت مختلف ہے۔ جب ایک شخص روپوں میں دو کلو گھٹیا کھجور فروخت کرتا ہے تو اُس کا یہ سودا مکمل اَور مطلق ہے۔ بائع اَور خریدار دونوں میں سے کوئی بھی کسی شرط کا پابند نہیں ہوتا۔ بائع چاہے تو جنیب کھجور سرے سے نہ خریدے اَور اگر خریدے تو چاہے پہلے خریدار سے خریدے اَور چاہے تو کسی تیسرے آدمی سے خریدے۔ اِس کے برعکس صکوک اِجارہ میں حاملینِ صکوک کے قبضے میں عین شے نہیں آتی اَور مدتِ صکوک ختم ہونے پر عین شے جاری کرنے والے کے ہاتھ واپس فروخت کرنا لازم ہوتا ہے۔

(۲) مدرسوں میں حیلہ تملیک عام ہے :

اِس کا جواب یہ ہے کہ اَوّل تو اِس حیلہ کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا فتوی ہے :

> "مہتمم مدرسہ کا قیم و نائب جملہ طلبہ جیسا اَمیر نائب جملہ عالم کا ہوتا ہے۔ پس جو شے کسی نے مہتمم کو دی مہتمم کا قبضہ خود طلبہ کا قبضہ ہے (جیسے اَمیر کا یا بیت المال کے نگران کا قبضہ خود موجود اَور آیندہ آنے والے فقراء کا قبضہ ہے خواہ وہ کتنے ہی ہوں اَور کون کون ہوں۔ فقرا کا یہ قبضہ معنوی ہے کیونکہ اَمیر اِن کا نائب ہے۔ حسی قبضہ اُس

وقت ہوگا جب اَمیر اُن کو بقدرِ ضرورت بیت المال میں سے دے گا۔ بیت المال میں ہوتے ہوئے فقراء اُس میں کچھ تصرف نہیں کر سکتے)۔ اِس (مہتمم) کے قبضہ سے مِلک معطی (یعنی زکوۃ دینے والے کی ملکیت) سے نکلا اَور مِلک طلبہ کا ہوگیا (یعنی مہتمم کے قبضہ کرنے سے دینے والوں کی زکوۃ اَدا ہوگئی اَور (موجودہ اَور آئندہ سالوں میں آنے والے) طلبہ کا معنوی قبضہ ثابت ہوگیا۔ اگرچہ وہ مجہول الکمیت والذوات ہوں (یعنی نہ صرف موجود طلبہ بلکہ آئندہ سالوں میں آنے والے طلبہ بھی اِس میں حقدار ہوں گے اگرچہ ابھی نہ اُن کی تعداد معلوم ہے نہ ہی یہ معلوم ہے کہ وہ کون ہیں مگر (اُن کا) نائب معلوم ہے۔ حسی قبضہ اُس وقت ہوگا جب مہتمم مدرسے کے فنڈ میں سے نکال کر مستحق طلبہ کو بقدرِ ضرورت دے گا۔ حسی قبضہ سے پہلے طلبہ اِس میں کچھ تصرف نہیں کر سکتے۔''

اَور اگر حیلہ تملیک کی ضرورت مان بھی لیں تو اِس حیلہ سے زکوۃ دینے والوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا سوائے اِس کے کہ اُن کی زکوۃ اَدا ہو جاتی ہے۔

(۳) کفایت المفتی میں ہے کہ مسلمانوں کو بلا سود قرضہ دینے کے لیے ایک کمیٹی ہے جو ایک کاغذ تیار کرتی ہے جس کی قیمت قرض کے اِعتبار سے مختلف ہوگی مثلاً دس ہزار کے لیے سو روپے اَور بیس ہزار کے لیے دو سو روپے وغیرہ جس طرح سرکاری اسٹامپ کاغذ.......... جو شخص اِس کمیٹی سے یہ کاغذ خریدے گا اُس کو یہ کمیٹی اُس کی طلب پر قرض دے گی۔ یہ کمیٹی اپنا ایک رجسٹرار مقرر کرتی ہے جس کے ہاں اِس وثیقہ کی رجسٹری ہوگی اَور رجسٹری کرانے کی ایک قلیل رقم مقروض کو رجسٹرار کے ہاں داخل کرنی ہوگی تاکہ رجسٹرار کے دفتر کا خرچ اِس سے چل سکے۔ اِس صورت میں کاغذ کی فروخت ایک حیلہ ہے پیسے کمانے کا لیکن بہت سے حضرات نے اِس کی تائید و تصویب کی ہے۔

اِس کا جواب وہ ہے جو مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے دیا :

''اِس کمیٹی کا سرمایہ غالبًا چندہ سے حاصل کیا جائے گا پس اس کے کاغذوں کی قیمت

کا منافع اَور رجسٹرار کی فیس کا بچا ہوا اَور روپیہ اگر محض دفتری کاروبار چلانے کے لیے رکھا جائے اَور مالکان سرمایہ کو حصہ رسدی تقسیم نہ کیا جائے نہ اَزرُوئے قواعد اُن کو طلب کرنے کا حق دیا جائے اَور فاضل منافع کو کسی وقت بھی مالکان سرمایہ کا حق قرار نہ دیا جائے بلکہ بصورت کمیٹی کا کاروبار ختم کرنے کے بقیہ منافع کو غرباء پر تقسیم کر دینے کا قاعدہ مقرر کر دیا جائے اَور کوئی صورت اِس میں شخصی اِنتفاع بالقرض کی نہ ہوتی ہو تو اِس میں مضائقہ نہیں معلوم ہوتا۔''

آخر میں ہم کہتے ہیں کہ مذکوہ بالا تنقید صرف ہم نے نہیں کی بلکہ اُصولی طور پر خود مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے بھی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

''یہ درست ہے کہ جہاں دُوسرے طریقے ممکن ہوں وہاں محض حیلوں کو مستقل معمول بنانا کوئی اچھی حکمت ِعملی نہیں ہے اِسی لیے ہر طرح کے وسائل رکھنے والی حکومت سے خطاب کرتے ہوئے بندے نے اِس پر تنقید کی ہے کہ وہ اَربوں روپے کی سرمایہ کاری میں ایسی حکمت ِعملی اِختیار کرے جو صرف حیلوں پر مبنی ہو۔''

(غیر سودی بنکاری ص ۱۹۵)

(جاری ہے)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

قسط : ۷

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِسلامی صکوک پر تیسرا تحفظ

نفع ایک متعین نسبت سے زیادہ ہو تو زائد مدیر کو دینا
تاکہ اِس کی ترغیب میں وہ اچھی کارکردگی دِکھائے

تمہید کے طور پر صکوک سے متعلق دو بنیادی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ اپنے مقالے الصکوك وتطبیقاتھا المعاصرہ میں لکھتے ہیں :

(۱) ایک مدت ختم ہونے پر حاملینِ صکوک میں نفع کی تقسیم :

بہت سے صکوک جو جاری کیے گئے ہیں اُن میں سودی سندات کی اِس طرح کی خصوصیات آگئی ہیں کہ منصوبے کے منافع کو متعین نسبت سے تقسیم کیا جاتا ہے یہ نسبت Libor کی بنیاد پر متعین کی جاتی ہے۔ Libor کا لفظ مخفف ہے London Inter-Bank Offered Rate کا جس سے مراد سود کی وہ شرح ہے جس پر لندن کے بنک آپس میں قرض کا لین دین کرتے ہیں، یہ شرح بدلتی رہتی ہے۔ صکوک میں Libor کی بنیاد پر متعین نسبت سے نفع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صکوک پر مدیر صکوک اِتنا نفع حاصل کرے جو Libor کی شرح کے برابر ہو مثلاً اگر Libor کی شرح 5% ہے تو اِس کی بنیاد پر صکوک کے سرمایہ پر نفع 5% ہوگا۔

اِس کو جائز قرار دینے کے لیے صکوک جاری کرنے والوں نے ایک شق یہ وضع کی کہ واقعی نفع جو منصوبے کو حاصل ہوا وہ اگر لائی بور (Libor) کی بنیاد پر بننے والے نفع سے زیادہ ہو تو زائد نفع عملیات کے مدیر یعنی ایگزیکٹو کو ملے گا خواہ وہ مضارب ہو، مشارک ہو یا وکیل سرمایہ کاری ہو۔ اَور اُس کو زائد نفع اِس وجہ سے ملے گا کہ اُس نے اچھی کارگردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعض صکوک میں درج شدہ عبارت دیکھی کہ اُس میں یہ تصریح تو نہ تھی کہ زائد نفع مدیر کا حق ہوگا اَلبتہ اُس میں اِتنا ذکر تھا کہ تمام حاملینِ صکوک ایک نسبتِ معین تک جو لائی بور کی اساس پر ہوگی نفع کے مستحق ہوں گے اَور گویا تقدیر عبارت یا اِقتضائے عبارت سے یہ حاصل ہوا کہ یہ زائد نفع چونکہ مدیر کی اچھی کارگردگی کا محرک ہے (اِس

لیے یہ زائد نفع مدیر کو ملے گا) اَور جب لائی بور کی نسبت سے واقعی نفع کم ہو تو اِس نسبت کو پورا کرنے کے لیے مدیر حاملینِ صکوک میں قرض کے طور پر رقم تقسیم کرتا ہے اَور اِس قرض کو آیندہ مدتوں میں ہونے والے منافع میں سے منہا کر لیتا ہے یا صکوک کی مدت ختم ہونے پر اُن کی واپس خرید کی قیمت میں سے قرض کی مقدار کو وصول کر لیتا ہے۔

(۲) رأس المال کی واپسی کی ضمانت :

آج کل جتنے بھی صکوک ہیں وہ حاملینِ صکوک کو اُن کے سرمایہ کی واپسی کی ضمانت دیتے ہیں بالکل اِسی طرح جیسے سودی سندات ضمانت دیتی ہیں۔ اِس کی صورت یا تو یہ ہے کہ صکوک کو جاری کرنے والا یا مدیر صکوک اِس بات کا لازمی وعدہ کرتا ہے کہ وہ اَصل جائیداد کو (جس کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں) اُس کی بازاری یا حقیقی قیمت سے قطع نظر کرتے ہوئے اُس کی قیمت اِسمیہ (Face-Value) پر خرید لے گا۔ اِس طریقے سے صکوک میں سودی سندات کے خصائص آ جاتے ہیں اَور حاملینِ صکوک کو ایک طرف لائی بور کی بنیاد پر سرمایہ کی معین نسبت سے نفع ملتا ہے اَور دُوسری طرف حاملینِ صکوک کو ضمانت دی جاتی ہے کہ اِنتہائے مدت پر اُن کا پورا سرمایہ اُن کو واپس مل جائے گا۔

آگے ہم صکوک کی اِس صفت پر بحث کرتے ہیں ایک تو فقہی اِعتبار سے اَور دُوسرے اِقتصادِ اِسلامی کے اِنتظام کے اِعتبار سے۔

فقہی اِعتبار سے اِس بحث کے تین مسئلے اَور اُن پر تبصرہ :

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لکھتے ہیں :

(۱) یہ شرط کہ لائی بور کی نسبت سے زائد نفع مدیر کا ہوگا کیونکہ یہ مدیر کی اچھی کارگردگی کی محرک ہے۔

(۲) مدیر کا یہ اِلتزام کرنا کہ اگر کسی مدت میں واقعی نفع لائی بور کی شرح سے کم ہوگا تو مدیر حاملینِ صکوک کو نفع کی شکل میں قرض دے گا جو یا تو آئندہ مدتوں میں ہونے

والے زائد منافع میں سے واپس ہوگا یا اِنتہائے مدت پر اَصل جائیداد کی واپسی خرید کے وقت اُس کی قیمت میں سے اَدا ہوگا۔

(۳) مدیر کی جانب سے یہ لازمی وعدہ کہ وہ اِن اَشیاء کو (جن کی نمائندگی صکوک کرتے ہیں اُس قیمتِ اسمیہ پر خرید لے گا جس پر صکوک جاری کیے گئے تھے۔ واپس خرید کے دِن بازاری قیمت پر نہ خریدے گا۔

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لکھتے ہیں :

لائی بور کی شرح سے زائد واقعی نفع مدیر کو اِس بنیاد پر دینا کہ وہ اُس کی اچھی کارگردگی کا محرک ہوگا اِس کے جواز کی دلیل وہ ہے جو بعض فقہا نے ذکر کی اَور کہا کہ یہ وکالت اَور دلالی میں جائز ہے۔ اِس کو اِمام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اَور اِبن سیرین رحمہ اللہ سے تعلیقاً ذکر کیا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا بَأْسَ اَنْ يَّقُوْلَ مَعَ هٰذَا الثَّوْبِ فَمَا زَادَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا فَهُوَ لَكَ. وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا قَالَ بِعْهُ بِكَذَا فَمَا كَانَ مِنْ حَرَجٍ فَهُوَ لَكَ اَوْ بَيْنِیْ وَ بَيْنَكَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ .

''اِبن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ کپڑے (اِتنے میں) فروخت کرو اِس سے زائد پر فروخت کروگے تو زائد نفع تمہارا ہوگا اَور اِبن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب آدمی یہ کہے کہ اِس کپڑے کو اِتنے میں فروخت کرو اِس پر جو زائد نفع ملے وہ سب تمہارا ہوگا یا وہ میرے اَور تمہارے درمیان نصف نصف ہوگا تو اِس میں کچھ حرج نہیں ہے۔''

اِبن قدامہ رحمہ اللہ اپنی ''کافی'' میں لکھتے ہیں :

وان قال بع هذا بعشرة فمازاد فهو لك صح وله الزيادة لان ابن عباس كان لايرى بذالك بأسا .

''اگر کہا کہ یہ کپڑا دس روپے میں فروخت کرو۔ اگر زیادہ میں فروخت کیا تو زائد نفع تمہارا ہوگا تو یہ معاملہ صحیح ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اِس میں کچھ حرج خیال نہ کرتے تھے۔''

یہ مذہب اِبن عباس، اِبن سیرین، شریح، عامر شعبی، زُہری اَور حکم سے مروی ہے اَور ابن اَبی شیبہ نے اِن کو اپنی مصنف میں ذکر کیا اَور عبدالرزاق نے قتادہ اَور اَیوب سے ذکر کیا ہے۔

اِبراہیم نخعی اَور حماد سے عبدالرزاق نے اَور حسن بصری اَور طاؤس سے اِبن اَبی شیبہ نے کراہت نقل کی ہے۔ اَور سوائے حنابلہ کے باقی جمہور فقہاء سے کراہت ہی منقول ہے۔ حافظ اِبن حجر رحمہ اللہ نے اِبن عباس رضی اللہ عنہ کے اَثر کے تحت لکھا کہ یہ دِلال کی اُجرت ہے لیکن مجہول ہے اِس لیے جمہور نے اِس کو ناجائز کہا ہے اَور یہ بھی کہا ہے کہ اگر وکیل نے بتائی ہوئی قیمت سے زائد پر فروخت کیا تو اُس کو اُجرت مثل ملے گی۔

بعض حضرات نے اِبن عباس رضی اللہ عنہ کی اِجازت کو اِس پر اُس وقت محمول کیا ہے جب کام کرنے والا مضارب ہو، یہی جواب اِمام اَحمد اَور اِسحاق نے دیا۔ اَور اِبن تین نے نقل کیا کہ بعض حضرات نے اِس کے جواز میں یہ شرط کی کہ ہے کہ اُس وقت لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ سامان کی قیمت طے شدہ قیمت سے زائد ہے۔ اِس پر یہ اِعتراض ہے کہ اُجرت کی مقدار کی جہالت تو پھر بھی باقی رہی۔

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

''رہا اِبن عباس رضی اللہ عنہ اَور اِبن سیرین رحمہ اللہ کا قول تو اَکثر علماء اِس بیع کو جائز نہیں کہتے۔ اِس کو مکروہ کہنے والوں میں سفیانِ ثوری اَور دیگر کوفی علماء ہیں۔ اِمام شافعیؒ اَور اِمام مالکؒ بھی کہتے ہیں کہ جائز نہیں اَور فروخت کرنے والے کو اُجرت مثل ملے گی۔ اِمام اَحمد اَور اِسحاق نے اِس کو جائز کہا اَور کہا کہ یہ مضاربت کا مسئلہ ہے اَور مضارب کبھی نفع حاصل نہیں بھی ہوتا۔''

یہ سب کچھ دَلال کی اُجرت کے بارے میں ہے جب مالک نے بیع کے ذکر کردہ ثمن پر زائد ثمن کی کچھ تعیین نہ کی ہو۔ اَور اگر اُجرت کی متعین مقدار ذکر کی گئی ہو پھر کہا گیا ہو کہ اگر تم نے اِس سے زائد رقم پر فروخت کیا تو اُجرت سے زائد رقم بھی سب تمہاری ہوگی۔ ظاہر ہے کہ جمہور فقہاء بھی اِس سے منع نہیں کرتے کیونکہ اُجرت کی تعیین کی وجہ سے اُجرت مجہول نہ رہی۔ اَور وکیل اگر معین اُجرت سے زائد پر فروخت کرے تو چونکہ زائد رقم اِس کی اچھی کارگردگی کی محرک بنی ہے اِس لیے زائد رقم وکیل کو ملے گی معاییر شرعیہ کے معیارِ مضاربت میں مجلس شرعی نے یہ شق ذکر کی ہے :

اذا اشترط احد الطرفين لنفسه مبلغا مقطوعا فسدت المضاربة ولايشمل هذا المنع ما اذا اتفق الطرفان على انه اذا زادت الارباح عن نسبة معينة فان احد طرفى المضاربة يختص بالربح الزائد عن تلك النسبة او دونها فتو زيع الا رباح على ما اتفقا عليه.

''مضاربت میں جب ایک فریق اپنے لیے نفع کی ایک متعین مقدار طے کرے تو مضاربت فاسد ہوجاتی ہے۔ اِس ممانعت میں وہ صورت داخل نہیں ہے جب دونوں فریق اِس پر متفق ہوجائیں کہ جب نفع ایک مخصوص نسبت سے زائد ہوجائے تو وہ زائد ایک فریق کا ہوگا اَور اگر اِس نسبت سے کم ہو تو طے شدہ شرح سے دونوں میں تقسیم ہوگا۔''

ہمارا تبصرہ :

مولانا مدظلہٗ نے یہ ثابت کیا کہ دَلالی اَور وکالت میں مذکور نفع وکیل یا دَلال کو اُس کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے ملے گا لیکن پھر یکایک بات کو وکالت سے مضاربت کی طرف لے گئے اَور معاییرِ شرعیہ سے مضاربت کی ایک صورت ذکر کی اَور اُس کو جواز کے اِعتبار سے وکالت کی مذکورہ صورت کے ساتھ لاحق کردیا۔ مضاربت کی صورت یہ ہے کہ جب نفع ایک مخصوص نسبت سے زائد ہوجائے مثلاً

سرمائے کے 20% سے زائد ہو جائے تو وہ زائد ایک فریق (یعنی مضارب) کا ہوگا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ مدیر کبھی وکیل بالاجرۃ کے طور پر کام کرتا ہے اَور کبھی مضارب کے طور پر۔ اَور مضارب بھی جب تک نفع نہ ہوا ہو رب المال کے وکیل کے طور پر کام کرتا ہے لیکن پھر بھی وکالت اَور مضاربت کے درمیان بنیادی فرق ہیں مثلاً مضاربت میں کل نفع میں شرکت ہوتی ہے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

وہبہ زُحیلی اپنی کتاب **الفقه الاسلامی وأدلته** میں نفع کی شرائط لکھتے ہیں :

(۱) ان یکون الربح معلوم القدر (نفع کی مقدار معلوم ہو)۔

(۲) ان یکون الربح جزء ا مشاعا ای نسبة عشریة او سهما من الربح کان یتفقا علی ثلث او ربع او نصف

''نفع غیر متعین حصہ ہو یعنی دس کی نسبت سے ہو یا نفع کا ایک حصہ ہو مثلاً دونوں اِس بات پر اِتفاق کر لیں کہ نفع ایک اَور دو کی نسبت سے یا ایک اَور تین کے نسبت سے یا ایک اَور ایک کی نسبت سے ہوگا۔''

زیرِ بحث صورت میں ظاہر ہے کہ ایک حد تک کا نفع تقسیم ہوگا کل نہیں بلکہ زائد صرف مضارب کو ملے گا جو کہ مضاربت کی شرائط کے خلاف ہے۔

تنبیہ ۱ :

وہبہ زُحیلی **الفقه الاسلامی وأدلته** میں اُستاذ خفیف کی کتاب **الشرکات** سے نقل کرتے ہیں :

ویجوز عندالحنفیة ان یشترط لاحد العاقدین دراهم معدودة معلومة ان زاد الربح علی مقدار کذا من الدراهم فذالك شرط صحیح لا یوثر فی صحة المضاربة لانه لا یؤدی الی جهالة الربح.

(الشرکات ص ۳۹۳۹)

''حنفیہ کے نزدیک عاقدین میں سے ایک کے لیے معلوم مقدار کے دراہم کی شرط کرنا جائز ہے جب نفع متعین مقدار کے دراہم سے بڑھ جائے ، یہ شرط صحیح ہے اَور اِس سے مضاربت کے صحیح ہونے پر کچھ زَد نہیں پڑتی کیونکہ اِس سے نفع میں جہالت لازم نہیں آتی ۔''

ہم کہتے ہیں :

اَوّل تو وہبہ زُحیلی نے جو عام طور سے حنفیہ وغیرہ کی اُمہات الکتب سے حوالے نقل کرتے ہیں یہاں ایک ہم عصر شخص سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے خود بھی مسئلے کا مأخذ ذکر نہیں کیا اَور مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ نے بھی اپنی بات کی تائید میں کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا۔

دُوسرے اُستاذ خفیف کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ عاقدین اگر اِس بات پر اِتفاق کرلیں کہ ایک ہزار کی شے پر اگر ایک سو روپے سے زائد نفع ہو تو ایک عاقد کو مثلاً اَسی (۸۰) روپے ملیں گے اَور باقی دُوسرے کو ملیں گے تو یہ جائز ہے ۔ اَور اگر ایک سو یا اِس سے کم نفع ہو تو مثلاً وہ نصف نصف تقسیم ہوگا ۔ اُستاذ خفیف کی مراد غالبًا یہ ہوگی کہ اِس طریقے سے بھی کل نفع میں شرکت ہو جاتی ہے اَور جہالت بھی لازم نہیں آتی ۔ اَور مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ نے بھی معاییر کی عبارت سے یہی معنٰی لیا ہوگا کہ جب نفع رأس المال کی ایک خاص نسبت تک ہو تو طے شدہ شرح سے تقسیم کرلیں گے ۔ اِس خاص نسبت تک نفع میں شرکت پائی جارہی ہے ۔

جب نفع اِس نسبت سے زائد ہو اَور وہ زائد پورا کا پورا مضارب کو دے دیا جائے تب بھی نفع میں شرکت باقی ہے کیونکہ (رب المال اَور مضارب) دونوں کو نفع تو مل رہا ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ نفع صرف ایک کو مِل رہا ہے ۔

اُستاذ خفیف اَور مولانا مدظلہٗ کی اگر یہی مراد ہے جو ہم نے ذکر کی تو بلا شبہ نفع میں شرکت پائی جا رہی ہے لیکن اِس صورت میں کچھ اَور اہم پہلو بھی ہیں جن کو ان حضرات نے نظر اَنداز کر دیا ہے حالانکہ

وہ عاقدین میں نزاع کا باعث بن سکتے ہیں مثلاً اگر متعین نسبت سے نفع ایک سو روپے بنتا ہو یا نفع کی متعین مقدار ایک سو روپیہ ہو تو اُستاذ خفیف اَور مولانا مدظلہٗ دونوں ہی کے نزدیک دونوں عاقدین کو نصف نصف کی صورت میں پچاس پچاس روپے ملیں گے۔ اَور اگر نفع ایک سو ایک روپے ہو تو اُستاد خفیف کے نزدیک ایک کو اَسی روپے ملیں گے اَور دُوسرے کو اِکیس روپے ملیں گے۔ اَور مولانا مدظلہٗ کے مطابق ایک کو پچاس اَور دُوسرے کو اِکیاون روپے ملیں گے۔ ایک روپے کی وجہ سے اُستاد خفیف کے یہاں جھگڑا پیدا ہونے کا اَندیشہ غالب ہے۔

اَور اگر نفع دو سو ہو جائے تو اُستاد خفیف کے نزدیک ایک کو اَسی روپے اَور دُوسرے کو ایک سو بیس روپے ملیں گے جبکہ مولانا مدظلہٗ کے نزدیک ایک کو پچاس روپے اَور دُوسرے کو ایک سو پچاس روپے ملیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ تفاوت ایک عاقد کو ضرور ناگوار ہوگا۔ ہاں اگر مضارب رب المال کو حقیقی نفع سے آگاہ نہ کرے تو اَور بات ہے۔

تنبیہ ۲ :

مولانا مدظلہٗ اگر یہ کہیں کہ اِمام اَحمد اَور اِمام اِسحاق بن راہو یہ رحمہما اللہ سے جب یہ مسئلہ ملتا ہے اَور وہ اِسے مضاربت پر ہی محمول کرتے ہیں تو ہمارے لیے اِتنا کافی ہے کہ ہم کسی اِمام کا قول لے رہے ہیں۔

اِس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پیشِ نظر چونکہ اِسلام کے اِقتصادی نظام کو نافذ کرنا اَور اُس کو منظرِ عام پر لانا ہے تو اِس کے لیے ضروری ہے کہ جب ہم کسی اَور اِمام کا قول لیں تو ایسا قول لیں جس کی عقلی توجیہ کرنا ممکن ہو کیونکہ جن لوگوں کے سامنے ہم نے ایک نظام رکھنا ہے وہ عقلی توجیہ سے مطمئن ہوں گے محض کسی اِمام کی طرف نسبت کرنے سے نہیں۔

اَب دیکھیے صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا کہ یہ کپڑا دس روپے میں فروخت کرو، اگر اِس سے زیادہ میں فروخت کیا تو دس روپے میرے اَلگ کر کے جو زائد نفع ہوگا وہ تمہارا ہوگا یعنی

تمہاری اُجرت کے طور پر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ منقول ہے۔ جمہور کے قول کے مطابق یہ درست نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کپڑا صرف دس روپے میں بکے۔ اِس صورت میں وکیل بالبیع کو کچھ اُجرت نہ ملے گی کیونکہ دس سے اُوپر کچھ مِلا ہی نہیں حالانکہ وکیل نے اُجرت پر کام کیا ہے مفت نہیں۔ اِس لیے وکیل کو ہر حال میں اُجرتِ مثل ملے گی خواہ وہ کپڑا دس میں یا اِس سے زائد میں بکا ہو۔

اِمام اَحمد رحمہ اللہ کا اِس کو مضاربت پر محمول کرنا اَور یہ کہنا کہ مضارب کو کبھی نفع حاصل نہیں بھی ہوتا بعید ہے کیونکہ مضاربت میں اِمام اَحمد رحمہ اللہ کے نزدیک رأس المال کا نقدی (یعنی سونا چاندی یا روپیہ) ہونا ضروری ہے۔

وہبہ زُحیلی لکھتے ہیں :

اما شرط رأس المال. اولا ان یکون رأس المال. اولا ان یکون رأس المال من النقود الرائجة ای الدراھم والدنانیر و نحوھا کما ھو الشرط فی شرکة العنان. فلا تجوز المضاربة بالعروض من عقار او منقول عند جمھور العلماء ولو کان المنقول مثلیا عند الحنفیة والحنابلة. (الفقه الاسلامی وادلته ص ۳۹۳۲)

''رہیں رأس المال کی شرائط، تو پہلی شرط یہ ہے کہ رأس المال مروجہ نقدی میں ہو یعنی چاندی کے درہم یا سونے کے دینار اَور اُن کی مثل (یعنی روپے وغیرہ) جیسا کہ شرکتِ عنان میں بھی یہ شرط ہے۔ لہٰذا جمہور علماء کے نزدیک رأس المال اگر منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ہو تو مضاربت جائز نہیں اَور حنفیہ وحنابلہ کے نزدیک منقولہ اَشیاء اگر مثلی بھی ہوں تب بھی جائز نہیں ہے۔''

علاوہ اَزیں اِمام اَحمد رحمہ اللہ کا یہ اِرشاد کہ ''مضارب کو کبھی نفع حاصل نہیں بھی ہوتا'' نامکمل بات ہے کیونکہ مضارب کو صرف اُس وقت نفع نہیں ملتا جب رب المال کو بھی نفع حاصل نہ ہو گویا اِس مال

کو فروخت کرنے میں کچھ نفع ہوا ہی نہ ہو۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ذکر کردہ مسئلے میں کپڑے والا جب دس روپے میں کپڑے کو فروخت کرنے کو کہہ رہا ہے تو یہ ضروری نہیں کہ کپڑے کی قیمتِ خرید بھی دس روپے ہو بلکہ غالب یہی ہے کہ دس روپے میں کپڑے والے کا نفع بھی شامل ہوگا۔ اِس صورت میں کپڑا اگر دس روپے میں فروخت کیا گیا تو کپڑے والے کو دو تین روپے کا نفع حاصل ہوا اَور وکیل اُجرت سے یکسر محروم رہا۔ یہ صورت ظاہر ہے کہ مضاربت کی نہیں ہے۔

تنبیہ ۳ :

خود مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کے مطابق بعض اَوقات حسنِ کارکردگی منفی ہوجاتی ہے لیکن پھر بھی مضارب زائد نفع وصول کرتا ہے حالانکہ یہ قلب موضوع ہے۔

مولانا مدظلہٗ لکھتے ہیں :

''مدیر صکوک کبھی اَجیر یا وکیل سرمایہ کاری کی حیثیت سے کام کرتا ہے اَور اِس صورت میں وہ دَلال کے مشابہ ہوتا ہے اَور کبھی مضارب یا شریک عامل کی حیثیت سے کام کرتا ہے تو جو اُمور (معاییر شرعیہ میں سے) معیارِ مضاربت میں ذکر ہوئے اُن کے موافق کرتا ہے۔ معین نسبت سے زائد نفع مدیر کی حسنِ کارکردگی کی بنیاد پر اُس کا حق ہو اُس کو ''حافز'' کہا جاتا ہے۔ حافز کا حافز ہونا صرف اُس وقت متصور ہے جب تجارتی اَور صنعتی اَعمال میں کم ترین نفع سے زائد نفع ہو۔ مثال کے طور پر اُن اَعمال میں کم ترین متوقع نفع ۱۵٪ ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ اِس نسبت سے زائد اَور واقعی نفع حافز کے طور پر مدیر کو دیا جائے کیونکہ زائد نفع کی نسبت معقول طریقے پر مدیر کی حسنِ کارکردگی کی طرف کی جاسکتی ہے۔''

لیکن اُن صکوک میں (جن میں لائی بور کی شرح کے موافق) متعین نسبت متوقع نفع کے ساتھ مربوط نہیں ہے بلکہ یہ تمویل مشقتوں کے ساتھ یا لائی بور کی شرح کے ساتھ مربوط ہے جس کا نرخ ہر روز تو کیا ہر آن بدلتا رہتا ہے اَور اِس نرخ و شرح کا تجارتی یا صنعتی منصوبے کے ساتھ کچھ تعلق نہیں ہوتا اَور

بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ لائی بور کی شرح ونسبت منصوبے سے متوقع نفع کی نسبت سے کم ہو جاتی ہے۔

اُوپر جو ۱۵٪ والی مثال گزری اُس کو سامنے رکھیں تو بہت ممکن ہے کہ لائی بور کی شرح صرف ۵٪ ہو اَور مدیر کی بد اِنتظامی کی وجہ سے حقیقی نفع کم ہو کر ۱۰٪ کی سطح پر آ گیا ہو۔

اَب جبکہ زائد نفع کو لائی بور کی شرح سے ناپا جائے تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ۵٪ سے زائد نفع جس کی نسبت ۱۰٪ ہے وہ مدیر کو اُس کی حسن کارکردگی کی وجہ سے دیا جائے کیونکہ اُس نے تو بے تدبیری سے نفع ۱۵٪ کے بجائے ۱۰٪ حاصل کیا ہے۔ اِس سے واضح ہوا کہ صکوک میں جس کو حافز کہتے ہیں وہ حقیقت میں حافز نہیں ہے بلکہ یہ تو اُن صکوک کو لائی بور کے طریقے پر چلانے کا ایک طریقہ ہے۔ اَور اگر ہم اِس کو حرام نہ بھی کہیں تب بھی کراہت سے تو خالی نہیں ہے۔ یہاں تک تو بات فقہی اِعتبار سے تھی۔

نظامِ اِقتصادِ اِسلامی کے اِعتبار سے دیکھا جائے تو یہ حوافز (حافز کی جمع) جن سے موجودہ صکوک خالی نہیں ہیں شرکت یا مضاربت کے اہم اِقتصادی مقاصد کو مثلاً یہ کہ سرمایہ کاروں کے درمیان مال کی تقسیم عادِلانہ طریقے پر ہو باطل کرتے ہیں کیونکہ حوافز کی بنیاد پر صکوک میں نفع کو سرمایہ کاروں میں صرف لائی بور کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے، منصوبے کے حقیقی نفع کو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

قسط : ۸

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاء اللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِسلامی صکوک پر چوتھا تحفظ : لائی بور کی شرح یا متوقع نفع

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لائی بور کی شرح کو معیار کے طور پر تسلیم نہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''شرعی اِداروں نے اگر اِجرائے صکوک کے اِبتدائی دَور میں اِن مفاسد کا تحمل کیا تھا جس وقت اِسلامی مالیاتی اِدارے کم تھے تو اَب وقت آگیا ہے کہ اِس پر نظر ثانی کی جائے اَور صکوک کو اُن مشتبہ اُمور سے خالی کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ یا تو حوافز (یعنی حسنِ کارکردگی پر زائد نفع کے اِستحقاق) کے سلسلہ کو قطعی طور پر بند کیا جائے یا حوافز کو کاروباری منصوبے سے متوقع نفع کی بنیاد پر قائم کیا جائے، لائی بور کی بنیاد پر قائم نہ کیے جائیں اِس طرح یہ (یعنی متوقع نفع) ایک معیار بن جائے گا جس کی بنیاد پر اِسلامی مالیاتی اِدارے مروجہ سودی اِداروں سے بالکلیہ ممتاز ہو جائیں گے۔''

ہم کہتے ہیں :

اَوّل تو ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں کہ مضاربت میں مخصوص نسبت سے زائد نفع مدیر کو اُس کی حسنِ کارکردگی کی وجہ سے دینا بے بنیاد بات ہے۔

دُوسرے لائی بور کی شرح کے بجائے متوقع نفع کو معیار بنانا یہ بھی ایک مفروضہ ہے۔ اَور ملکوں کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے اَلبتہ اپنے ملک کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ یہاں ٹیکس کا جو نظام ہے اُس کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی کاروباری یا صنعتی اِدارہ صحیح اَعداد و شمار نہیں دیتا اَور نہ ہی وہ یہ چاہتا ہے کہ دُوسروں کو اِس کے نفع کے صحیح اَعداد و شمار معلوم ہوں اِس لیے وہ متوقع نفع بھی لائی بور کی شرح کے قریب قریب ہی بتائے گا۔ اِسلامی مالیاتی اِدارے زیادہ ہونے سے یہ خدشہ کم نہیں ہوگا کیونکہ صحیح اَعداد و شمار کے عدمِ اِظہار کی اَصل وجہ تو پھر بھی موجود رہے گی۔

اِسلامی صکوک پر پانچواں تحفظ : نفع جب متعین نسبت سے کم ہو تو قرض دینے کی شرط

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ لکھتے ہیں :

جب حقیقی نفع معین نسبت (لائی بور) سے کم ہو تو اُس وقت قرض دینے کی شرط کرنے کے جواز کی کوئی شرعی دَلیل نہیں ہے کیونکہ مدیر قرض کا اِلتزام کرتا ہے اَور وہی ہے جو اِبتدائے عمل میں حاملینِ صکوک کے ہاتھ اَصل جائیدادو اَشیاء کو فروخت کرتا ہے۔ اگر اِس پر یہ شرط ہو تو وہ لائی بور کی شرح سے واقعی نفع کم ہونے کی صورت میں حاملینِ صکوک کو قرض اَدا کرے تو یہ بیع اَور قرض کی صورت بن جائے گی۔ اِمام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں اَور اَبو داؤ د اَور ترمذی نے حدیث کے یہ اَلفاظ نقل کیے کہ : لایحل سلف و بیع (بیع اَور قرض دونوں کو اَکٹھا کرنا جائز نہیں ہے) اِمام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اِس پر تمام اہلِ علم کا اِتفاق ہے اَور کسی کا اِختلاف منقول نہیں ہے۔

اِبنِ قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

"ولو باعه بشرط ان يسلفه او يقرضه او شرط المشترى ذالك عليه فهو محرم والبيع باطل، وهذا مذهب مالك والشافعى ولا اعلم فيه خلافا."

"اگر کوئی شے اِس شرط کے ساتھ فروخت کی کہ وہ خریدار کو قرض دے گا یا خریدار نے قرض دینے کی شرط کی تو یہ حرام ہے اَور بیع باطل ہوگی۔ اِمام مالک اَور اِمام شافعی رحمہما اللہ کا مذہب ہے اَور مجھے اِس سے کسی کا اِختلاف معلوم نہیں ہے۔"

ایک اَور مقام میں اِبنِ قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

" وان شرط ان يؤجره داره باقل من اجرتها او على ان يستاجر دار المقرض باكثر من اجرتها .... كان ابلغ فى التحريم."

"اگر یہ شرط کی کہ زید اَپنا مکان بکر کو اُس کی عام اُجرت سے کم کرایہ پر دے گا یا یہ شرط کی کہ زید قرض دینے والے بکر کے مکان کو اُس کی عام اُجرت سے زیادہ

اُجرت پر لے گا............تو یہ بالکل حرام ہے۔''

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ مزید لکھتے ہیں :

''صکوک میں مدیر مذکور قرض کی پیش کش پر صرف اِسی صورت میں راضی ہوتا ہے کہ وہ حقیقی نفع میں اپنے حصے سے زائد کو حافز کی صورت میں حاصل کرے جس کی اُس کے لیے شرط کی گئی ہے جب لائی بور کے مقابلہ میں واقعی نفع زیادہ ہو۔ اِبن قدامہ رحمہ اللہ کی عبارت کی رُو سے یہ قرض حرام ہے۔ مدیر جو قرض دینے کا اِلتزام کرتا ہے کبھی شریک یا مضارب ہوتا ہے۔ یہ اِلتزام بھی شرکت و مضاربت کے عقد کے تقاضے کے خلاف ہے اَور حدیث میں مذکور بیع و قرض کی حرمت کی علت اِس پر پورے طور سے منطبق ہوتی ہے۔''

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ نے معین نسبت سے نفع کم ہونے کی صورت میں نفع کو قرض سے پورا کرنے کو ناجائز بتایا اَور اِس کی دلیل یہ ذکر کی کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض اَور بیع کو اَکٹھا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ صورت قرض اَور بیع کی نہیں ہے کیونکہ :

(١) مدیر قرض کا اِلتزام کرتا ہے اَور وہی ہے جو اِبتدائے عمل میں حاملینِ صکوک کے ہاتھ اَصل جائیداد و اَشیاء کو فروخت کرتا ہے۔ اگر اِس پر یہ شرط ہو کہ وہ لائی بور کی شرح سے واقعی نفع کم ہونے کی صورت میں حاملینِ صکوک کو قرض اَدا کرے تو یہ بیع اَور قرض کی صورت بن جائے گی۔

پھر مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کے کلام سے واضح ہے کہ مدیر صکوک کبھی تو مضارب بنتا ہے کبھی شریکِ عامل بنتا ہے اَور کبھی اَپنی کسی جائیداد کو صکوک کی صورت میں فروخت کرتا ہے۔

جب مدیر صکوک نے مضاربہ یا مشارکہ کے صکوک جاری کیے ہوں تو اُن میں مدیر صکوک اپنی کوئی شے حاملینِ صکوک کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا بلکہ صکوک کے ذریعے حاملینِ صکوک سے سرمایہ

اَکٹھا کرتا ہے۔ اِس کے بعد مدیر صکوک حاملینِ صکوک سے مضاربت یا شرکت کا معاملہ کرتا ہے۔ ترتیب ذاتی بہرحال یہی ہے اَور اِس کی رُو سے قرض کی شرط صکوک کی فروخت کے ساتھ نہیں ہے لیکن اِس کے بعد کے معاملہ میں ہے۔

اَور جب مدیر صکوک نے صکوکِ اِجارہ فروخت کیے ہوں تو اِن کی صورت میں تو وہ اپنی جائیداد حاملینِ صکوک کے ہاتھ فروخت کرتا ہے لیکن اِس فروخت میں بھی قرض شرط نہیں ہے۔ شرط ہے تو اِس فروختگی کے بعد ہونے والے عقدِ اِجارہ میں ہے کیونکہ نفع کا مسئلہ اِس میں ہے جیسا کہ مضاربت اَور شرکت میں نفع کا مسئلہ ہوتا ہے۔

(۲) شرط یہ ہے کہ متعین نفع سے کم ہونے کی صورت میں مدیر صکوک حاملینِ صکوک کے نفع کی رقم کو پورا کرنے کے لیے قرض دے گا۔ کیا وہ اپنے پاس موجود کسی اَور رقم میں سے دے گا یا مالِ مضاربت اَور مالِ شرکت میں سے دے گا۔ اِس کا کچھ ذکر نہیں۔ بظاہر یہ ہے کہ وہ اَپنے کسی دُوسرے مال میں سے دے گا یا اپنے نفع میں سے دے گا۔ ایسے معاملات میں اپنے کسی اَور مال کو کوئی بیچ میں نہیں لاتا اَور یہ بھی ممکن ہے کہ مضارب کے پاس اَپنا کوئی اَور مال سرے سے نہ ہو۔

لہٰذا صرف ایک ہی صورت رہ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے نفع میں سے دے۔ لیکن بعض حالات میں یہ صورت نہیں بنتی مثلاً صکوکِ مضاربہ سے دس لاکھ کا سرمایہ جمع ہوا متعین نفع %۵ ہے۔ جو پچاس ہزار روپے ہوا نفع کی تقسیم نصف نصف طے ہوئی یعنی پچیس ہزار روپے مدیر کے اَور پچیس ہزار روپے حاملینِ صکوک کے۔ اَب اگر بالفعل نفع %۲ فیصد ہوا تو کل نفع بیس ہزار روپے ہوا۔ نصف نصف تقسیم ہو کر مدیر اَور حاملینِ صکوک کو دس دس ہزار روپے ملے۔ متعین نفع سے موجودہ نفع تیس ہزار روپے کم ہے۔ اَب اگر مدیر اپنے دس ہزار روپے بھی حاملینِ صکوک کو بطورِ قرض دے دے تب بھی متعین نفع پورا نہیں ہوگا۔ اَب لامحالہ نفع پورا کرنے کے لیے اُس کو مالِ مضاربت میں سے حاملینِ صکوک کو قرض دے گا جبکہ وہ حاملینِ صکوک کا مال ہے۔

اِسلامی صکوک پر چھٹا تحفظ : مدیر کا یہ کہنا کہ وہ اَصل جائیداد کو قیمتِ اسمیہ (Face value) پر واپس خرید لے گا

مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ اَپنے مقالے الصكوك وتطبيقاتها المعاصرة میں لکھتے ہیں :

شریعت کی رُو سے وہ تجارتی سرگرمیاں جو حقیقی ہوں اُن میں رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی کیونکہ اِسلامی شریعت میں حقیقی نفع اَور نقصان دوامی طور پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں لہٰذا تجارتی صکوک میں اَصل ضابطہ یہ ہے کہ اُن میں حاملینِ صکوک کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی بلکہ وہ اَصل جائیداد کی حقیقی قیمت کے حقدار ہوتے ہیں خواہ وہ قیمتِ اِسمیہ سے کم ہو یا زیادہ۔

لیکن آج جو صکوک رائج ہیں اُن سب میں حاملینِ صکوک کو رأس المال کی واپسی کی براہِ راست ضمانت دی جاتی ہے اَور وہ اِس طرح کہ مدیر حاملینِ صکوک سے عہد کرتا ہے کہ جس جائیداد کی نمائندگی صکوک کر رہے ہیں وہ اُن کی حقیقی قیمت سے قطع نظر کرتے ہوئے اُن کو قیمتِ اِسمیہ پر واپس خرید لے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ اِس بات کی ضمانت دی جاتی ہے کہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر حاملینِ صکوک کو صرف اُن کا رأس المال واپس ملے گا اَور اَگر منصوبے میں نقصان ہوا تو مدیر اِس کو برداشت کرے گا اَور اگر نفع ہوا تو خواہ وہ کتنا ہی ہو سب کا سب مدیر کا ہوگا اَور حاملینِ صکوک کا حق صرف یہ ہے کہ وہ اپنا رأس المال واپس لیں جیسا کہ سودی سندات میں ہوتا ہے۔

اگر ہم اِس عہد کے جواز کی گنجائش پر غور کریں تو صکوک کے پیچھے عمل پر مدیر کبھی تو مضارب بن کر کام کرتا ہے کبھی شریک بن کر اَور کبھی وکیلِ استثمار بن کر۔

جب مدیر مضارب بن کر عہد کرے :

اِس حالت میں اِس عہد کا باطل ہونا ظاہر ہے کیونکہ اِس میں مضارب کی جانب سے سرمایہ کاروں کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت ہے حالانکہ کسی نے بھی اِس کے جواز کا قول نہیں کیا۔ مجلسِ شرعی کی جانب سے معیارِ مضاربت میں یہ شق شامل ہے :

''عمل کے تصفیہ کے وقت یعنی اِختتام پر اگر نقصان نفع سے زیادہ ہو تو کل نقصان کو رأس المال میں سے کیا جائے گا اَو مضارب پر اَمین ہونے کی وجہ سے نقصان کا کچھ بوجھ نہ ڈالا جائے گا اِلا یہ کہ اُس کی جانب سے کوئی تعدی یا کوئی کوتاہی پائی گئی ہو۔ جب آمد و خرچ برابر ہو تو سرمایہ کار اَپنا سرمایہ واپس لے لے گا اَور مضارب کو کچھ نہ ملے گا۔ اَور جب نفع ثابت ہو تو وہ طے شدہ شرح سے دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔''

مضارب کے اِس عہد کی کوئی فقہی دَلیل مجھے نہیں ملی۔ اَلبتہ بعض صکوک میں یہ تحریر ہے کہ مدیر مضارب ہونے کے اِعتبار سے یہ عہد نہ کرے گا بلکہ کسی دُوسرے اِعتبار سے کرے گا، یہ بات تو غیر معقول ہے کیونکہ اِس عمل میں مضارب کا کوئی اَور اِعتبار نہیں ہوتا۔

شریک کی جانب سے عہد :

کبھی مدیر حاملینِ صکوک کا شریک ہوتا ہے جیسے مضارب کے لیے جائز نہیں کہ وہ سرمایہ کار کو اُس کے رأس المال کی ضمانت دے اِسی طرح ایک شریک کا دُوسرے شریکوں کو اُن کے رأس المال کی ضمانت دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نقصان کے وقت یہ ضمانت شرکاء کے دَرمیان شرکت کو قطع کر دیتی ہے اَور کسی نے بھی اِس کے جواز کا قول نہیں کیا، مجلسِ شرعی کے معیارِ شرکت میں ہے۔

لا یجوز ان تشتمل شروط الشرکة او اُسس توزیع ارباحها علی ای نص او شرط یودی الی احتمال قطع الاشتراك فی الربح فان وقع کان العقد باطلا.

''یہ جائز نہیں ہے کہ شرکت کی شروط یا نفع کی تقسیم کی بنیادیں کسی ایسی تصریح یا شرط پر مشتمل ہو جو نفع میں شرکت کو قطع کر دے۔ اَور اگر ایسی کوئی شرط ہوگی تو عقدِ شرکت باطل ہو جائے گا۔''

معیارِ شرعی نے اِس عہد کے عدمِ جواز پر ایک علیحدہ شق میں تصریح کی ہے :

یجوز ان یصدر احد اطراف الشرکة وعدا ملزما بشراء موجودات الشرکة خلال مدتها او عند التصفیة بالقیمة السوقیة او بما یتفق علیه عند الشراء ولا یجوز الوعد بالشراء بالقیمة الاسمیة .

''جائز ہے کہ کسی شریک کی طرف سے لازمی وعدہ ہو کہ وہ شرکت کی مدت کے دَوران یا تصفیہ کے وقت یعنی اِختتام پر بازاری قیمت پر شرکت کا مال خرید لے گا یا خریداری کے وقت جتنی قیمت پر اِتفاق ہو جائے۔ قیمتِ اِسمیہ پر خریدنے کا وعدہ جائز نہیں ہے۔''

بعض معاصرین نے اِس عہد کے جواز پر جو رأس المال کی ضمانت کو مستلزم ہے اِس سے اِستدلال کیا کہ اِس کی ممانعت شرکتِ عقد میں ہے شرکتِ ملک میں نہیں ہے۔ پھر اُنہوں نے دعوی کیا کہ صکوک میں شرکت اَور خصوصا ایسے صکوک میں شرکت جو اِجارہ پر دی ہو جائیداد کی نمائندگی کرتے ہیں شرکتِ ملک ہوتی ہے شرکتِ عقد نہیں۔

لیکن اگر ہم شرکت کی اِن دونوں نوعوں کو دیکھیں تو یہ بات کھلے گی کہ صکوک میں شرکت شرکتِ عقد ہے صرف شرکتِ ملک نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اِس شرکت سے مقصود اَشیاء کی ملکیت حاصل کرنا نہیں ہے تاکہ اِن کو خرچ کر سکے یا اِن سے نفع اُٹھا سکے۔

شرکتِ عقد کی حقیقت کے بارے میں فقہا نے جو ذکر کیا ہے کہ شرکتِ عقد اَور شرکتِ ملک میں تین طرح سے اِمتیاز ہے :

(۱) شرکتِ عقد سے مقصود نفع میں شرکت ہے جبکہ شرکتِ ملک سے مقصود ملکیت اَور اِنتفاع ہے۔

(۲) شرکتِ عقد میں ہر شریک کاروباری معاملات میں دُوسرے کا شریک ہوتا ہے جبکہ شرکتِ ملک میں ہر شریک اپنے حصے میں تصرف کرنے میں خود مختار ہوتا ہے جبکہ دُوسرے کے حصے کے اِعتبار سے اَجنبی ہوتا ہے۔

(۳) شرکتِ عقد میں شرکاء آزاد ہوتے ہیں کہ نفع کی تقسیم میں جو چاہیں شرح طے کریں جبکہ

شرکتِ ملک میں ہر شریک اپنے حصے سے تنہا خود نفع اُٹھا سکتا ہے۔

صکوک کی وجہ سے جو شرکت وجود میں آتی ہے اُس میں شرکتِ عقد کی مذکورہ تینوں خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں۔

وکیل اِستثمار کی جانب سے عہد :

بعض صکوک میں مدیر نہ شریک ہوتا ہے اَور نہ مضارب ہوتا ہے اَلبتہ حاملینِ صکوک کا وکیل ہوتا ہے تاکہ صکوک جن اَشیاء کی نمائندگی کرتے ہیں اُن سے نفع کمائے۔ تو کیا اِس وکیل کے لیے جائز ہے کہ وہ حاملینِ صکوک سے عہد کرے کہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر وہ اَصل اَشیاء کو اُن کی قیمتِ اسمیہ کے عوض میں خرید لے گا۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ وکیل کا عہد اگرچہ مضارب اَور شریک کے عہد سے خفیف تر ہے لیکن پھر بھی جائز نہیں کیونکہ وکالت عقدِ اِمانت ہوتا ہے جس میں وکیل کو ضمان نہیں آتا مگر جبکہ اُس کی جانب سے تعدی یا کوتاہی ہو، مذکور عہد تو ضمان کے برابر ہے لہٰذا یہ ضمان جائز نہیں۔

مجلسِ شرعی نے معیارِ ضمانت میں لکھا :

''مضارب پر، وکیلِ اِستثمار پر یا کسی ایک شریک پر ضمانت کی شرط کرنا جائز نہیں ہے خواہ ضمانت اَصل شے کی ہو یا نفع کی ہو اَور عمل کی تسویق اِس بنیاد پر کرنا کہ اِستثمار کی ضمانت دی گئی ہے، جائز نہیں ہے۔''

وکیل اِستثمار کے عہد پر اِس مسئلے سے بھی اِستدلال کیا جاتا ہے جو معیار میں یوں ذکر ہے :

''جب وکالت میں ضمانت کی شرط نہ ہو پھر وکیل ایسے شخص کو جدا عقد سے ضمانت دے جس کے ساتھ اُس کا معاملہ چل رہا ہو تو یہ وکیل ضامن ہوگا لیکن وکیل ہونے کی حیثیت سے نہیں اِسی لیے اگر وہ وکالت سے معزول کر دیا جائے تب بھی وہ کفیل وضامن رہے گا۔''

ایک اَور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ وکیلِ استثمار اگرچہ اَصل میں ضامن نہیں ہوتا لیکن اِس عہد کی وجہ سے جو عقدِ وکالت سے علیحدہ ہے وہ کفیل بن جاتا ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے حالانکہ اَصل اَور فرع کے دَرمیان بڑا فرق ہے کیونکہ معیار میں مذکور صورت میں وکیل جدا عقد سے عمل کے مدیون کا کفیل بنتا ہے حالانکہ وہ ضمانت نہیں دے سکتا مگر جب مدیون (مدیر) اَپنے صحیح واجبات سے ہٹ جائے۔ لیکن وہ بائع کو اِس بات کی ضمانت نہیں دے سکتا کہ بیع میں ہر حال میں نفع ہوگا۔ صکوک کی صورت میں تو اِس طرح کہ وکیل اِستثمار کسی متعین مدیون کو ضمانت نہیں دیتا بلکہ وہ عمل تجارت کے نقصان کی ضمانت دیتا ہے یہاں تک کہ اُس کی ضمانت قائم رہتی ہے۔ لیکن عمل تجارت میں نقصان ہوتا ہے بازار کے نرخ گر جانے کی وجہ سے یا اَور کسی سبب سے تو اِس کو اِس پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قسط : ۹ ، آخری

اِسلامی صکوک (SUKUK) : تعارف اَور تحفظات

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہم ﴾

موجودہ دَور کے اِقتصادی نظام کو اِسلامی دائرے میں لانے کے لیے اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس (تکافل) کے علاوہ اِسلامی صکوک کے نام سے مالی سندات رائج کیے گئے ہیں۔ اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس سے تو بہت سے لوگ واقف ہوں گے لیکن ہمارے مُلک میں اَبھی اِسلامی صکوک کا وہ غلغلہ نہیں ہے جو عرب علاقوں میں ہے۔ اُردو زبان میں ہمیں اِس موضوع پر کوئی مواد نہیں مِلا جبکہ عربی اَور اَنگریزی میں اِسلامی صکوک پر بہت کچھ مواد موجود ہے۔ ہم مولوی اُسامہ حفظہ اللہ کے ممنون ہیں جنہوں نے اِس موضوع پر بڑی وافر مقدار میں عربی اَور اَنگریزی مواد بہم پہنچایا۔ اِسی طرح اَور ساتھیوں سے بھی اِس موضوع پر کچھ کتابیں ملیں۔ اِس مضمون کی تیاری میں اِن حضرات کا اِس طرح سے بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اِن حضرات کو اَجرِ عظیم عطا فرمائیں اَور اِس بندے کی کوشش کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ اَنوارِ مدینہ میں شائع کرنے کے لیے صرف اُردو ترجمہ دیا جارہا ہے اِس مضمون کو علیحدہ سے شائع کرنے کا بھی اِرادہ ہے اُس میں اَصل عبارتیں بھی ساتھ ہوں گی، اِنشاءاللہ۔

اِسلامی بینکنگ اَور اِسلامی اِنشورنس کی طرح اِسلامی صکوک کے بارے میں ہمارے کچھ تحفظات ہیں جن کو ہم آخر میں بیان کریں گے۔

اِقتصادِ اِسلامی کا اِنتظام :

جب ہم شریعت کے مقاصد اَور اِقتصادِ اِسلامی کے اہداف کی نظر سے معاملہ کو دیکھیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ وہ صکوک جن میں سودی سندات کی بڑی بڑی خصوصیتیں موجود ہیں وہ مکمل طور پر اُن مقاصد واہداف کے مخالف ہیں۔

وہ بڑا ہدف جس کی وجہ سے سود حرام ہوا ہے یہ ہے کہ تجارت وصنعت کے عمل سے جو نفع حاصل ہو وہ تمام شرکاء میں عادِلانہ بنیاد پر تقسیم ہو جبکہ مذکورہ صکوک کی آلیت (instrumentation) اِس ہدف کو سرے سے ڈھا دیتی ہے اَور صکوک کو اُن کے اِقتصادی نتائج کے اِعتبار سے سودی سندات کے مشابہ بنا دیتی ہے۔

مصارفِ اِسلام (Islamic Financing) کی اِیجاد اِس لیے نہیں ہے کہ وہ اَپنے تمام عملیات اَور نتائج میں سودی نظام کے ساتھ ساتھ چلے۔ مصارفِ اِسلامی کا اَصل مقصد اِس کے بجائے یہ ہے کہ ہم بتدریج تجارتی ، مالی اَور سرمایہ کاری جیسی عملیات کے ایسے اُفق کھولیں جن میں عدل اِجتماعی اُن مبادی کے مطابق سیادت کرے جن کو شریعتِ اِسلامی نے وضع کیا ہے۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عمل تدریج کا محتاج ہے لیکن حقیقی تدریج کے تصور کے لیے ایسا لائحہ عمل ضروری ہے جس میں مختلف مراحل کو دِقتِ نظر اَور وضاحتِ فکر کے ساتھ بیان کیا گیا ہو اَور اُن مراحل کی طرف سفر مسلسل اَور مستمر ہو۔ تدریج کا یہ مطلب نہیں کہ غیر متعین مدت کے لیے ایک ہی جگہ پر کھڑے رہیں۔ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ رقابتِ شرعیہ اَور مجالسِ فقہیہ نے مصارفِ اِسلامیہ کے لیے بعض ایسے عملیات یعنی ایسی سرگرمیوں کی اِجازت دی ہے جو حقیقی سرگرمیوں کے مقابلہ میں حیلوں کے زیادہ مشابہ ہیں لیکن یہ اِجازت اِس لیے تھی کہ مشکل حالات میں مصرفِ اِسلامی Islamic Financing کی گاڑی کو چلایا جائے جبکہ اُس وقت مصارفِ اِسلامیہ کے اِدارے اِنتہائی کم تعداد میں تھے اَور یہ بات تو گویا طے شدہ تھی کہ مصارفِ اِسلامیہ کے اِدارے اِن حقیقی سرگرمیوں کی طرف

قدم بڑھائیں جو اِقتصادِ اِسلامی کے اہداف کی بنیاد پر قائم ہوں اَور سودی سرگرمیوں کی مشابہت سے بہت دُور ہوں اگرچہ ایک ایک قدم کر کے ہو۔ لیکن اَب جو کچھ ہو رہا ہے وہ اِس کے برعکس ہے کیونکہ اِسلامی مالیاتی اِدارے اِس دَوڑ میں لگ گئے ہیں کہ سودی بازار کی تمام خصوصیات کو سمیٹ لیں اَور ایسی نئی پیشکشیں کریں جو سودی سرگرمیوں سے دُور ہونے کے بجائے اُن کی طرف اُلٹے قدموں لَوٹا دیں۔ اِن میں ایسے حیلے اِختیار کیے جاتے ہیں جن کو فکرِ سلیم قبول نہیں کرتی۔

اِن صکوک کو چلانے میں ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ تصنیف (Rating) کے عالمی اِدارے اِن خصوصیات کے بغیر تصنیف نہیں کرتے جو حاملینِ صکوک کو رأس المال کی ضمانت دیتی ہوں اَور جو نفع کو رأس المال کی نسبت سے تقسیم کرتی ہیں اِس لیے اِن خصوصیات کے بغیر صکوک کی تسویق (Marketing) وسیع نہیں ہوسکتی۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم اِن اِداروں کے پیچھے چلے جو حلال و حرام میں فرق نہیں کرتے تو ہمارے لیے یہ کبھی بھی ممکن نہ ہوگا کہ ہم ایسے اِسلامی نتائج دے سکیں جو اِقتصادِ اِسلامی کے اہداف کی خدمت کریں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ اِدارے سودی فضا میں نشو نما پائے ہیں اَور سود سے ہٹ کر سرمایہ کاری کے نفع کی خوبی کو نہیں پہچانتے مگر رأس المال کی ضمانت کے ساتھ اَور سودی بنیاد پر نفع کی تقسیم کے ساتھ جبکہ حال یہ ہے کہ شرعی اِعتبار سے نتائج کی خوبی کا دار و مدار خطرے کے تحمل کرنے میں اَور نفع کی سرمایہ کاروں میں عادلانہ تقسیم میں ہے۔ غرض اِسلامی عقلیت اِن اِداروں کی عقلیت کے بالکل مخالف ہے۔

اَب تصنیف (Rating) شرعی کا ایک اِدارہ قائم ہو چکا ہے اَور مصارفِ اِسلامی کے اِداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اِس اِدارے سے تعاون کریں تاکہ ہم روایتی تصنیف کے اِداروں سے مستغنی ہوسکیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اِسلامی بینکوں کی اَور اِسلامی مالیاتی اِداروں کی تعداد اَب اَلحمدللہ اِتنی بڑھ چکی ہے کہ اِس کو حقیر نہیں سمجھا جا سکتا اَور یہ تعداد رَوز بروز بڑھتی جارہی ہے بلکہ بہت سے علاقوں میں تو اِن کے بڑھنے کی شرح روایتی بینکوں سے زیادہ ہے۔

لہٰذا اُن پر لازم ہے کہ وہ آپس میں تعاون کریں اَور ایسے پیکیج پیش کریں جو حیلہ سے دُور ہوں، سودی شبہات سے خالی ہوں اَور اِقتصادیات، تنمیہ اَور عدل اِجتماع کے میدان میں مقاصدِ شرعیہ کی خدمت کو اَپنا ہدف بنائیں۔ یہ بات اُس وقت حاصل ہوگی جب شرعی نگرانی کے اِداروں کی جانب سے رہنمائی اَور تاکید ہوتی رہے۔

اَور اگر شرعی نگرانی کے اِدارے پرانی ڈگر پر چلتے رہے تو اِس کا نقصان یہ ہوگا کہ اِسلامی بینک اپنی راہ کھو بیٹھیں گے اَور ڈر ہے کہ یہ پاکیزہ تحریک خدا نہ کرے کہیں کمزور پڑ جائے۔

اَب وقت آگیا کہ شرعی اِدارے اپنے طریق کار پر نظر ثانی کریں اَور اَب تک اِسلامی مالیاتی اِدارے جن رُخصتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہے ہیں اَب اُن کو کم کردیں اَور مجلسِ شرعی اِن اِداروں کی حقیقی ضروریات سے غافل نہیں ہے اِس کے تیار کردہ معاییر شرعیہ پر عمل کریں اَور مجھے یقین ہے کہ یہ شرعی اِدارے اگر معاییر کی پابندی کریں تو اِن اِداروں کو جو بلند فنی برابری حاصل ہے اُس کی وجہ سے مشتبہ پیکیج کے بہترین متبادل اِیجاد کر سکیں گے۔

یہاں مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کی عبارت پوری ہوئی۔ آگے ہم شیخ محمد علی تسخیری کی تحریر نقل کرتے ہیں جو یہ ہے :

> ''میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ شیخ محمد تقی عثمانی اِس مسئلہ کی تمام ہی صورتوں میں ضمانت کی شرط کے عدم جواز کا قول کرتے ہیں۔ اِس کے جواب میں میں فقہاء کی آراء پیش کرتا ہوں کیونکہ اُنہوں نے خاص خاص صورتوں میں عدمِ جواز کو ذکر کیا ہے سب صورتوں میں نہیں مثلاً :

(۱) مُدونۃ الکبرٰی میں مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ سے منقول ہے کہ میت کو غسل دینے والا، کفن پہنانے اَور خوشبو لگانے والا، ڈھلائی کا کام کرنے والا اَور کاریگر یہ سب اِس رقم کے تاوان کے پابند ہیں جو اُن کو دی گئی ہے۔ اَور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں بیٹھے ہوئے کاریگروں پر تاوان ڈالتے تھے۔

بِدایۃُ المُجتھد میں ہے : ''فقہاء کے نزدیک تاوان دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک تعدی سے اَور دُوسرے مصلحت اَور حفاظتِ اَموال کی راہ سے۔''

موسوعہ کویتیہ میں ہے : ''بعض شافعیہ نے اَجیر خاص پر تاوان کی شرط کی ہے جیسا کہ اَجیر مشترک پر تاوان آتا ہے۔ اِس کی دلیل اِمام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ الاجراء سوا وذالك صيانة لاموال الناس (سب اَجیروں پر تاوان آتا ہے تاکہ لوگوں کے مال محفوظ رہیں) اُن کا ایک اَور قول یہ ہے لا يصلح الناس الا ذالك (صرف تاوان ہی لوگوں کو درست رکھتا ہے) رہا اَجیر مشترک تو خلفائے راشدین اَور بعض فقہاء اِس پر علی الاطلاق تاوان ڈالتے ہیں۔ اِمام اَحمد رحمۃ اللہ علیہ سے تاوان کی شرط کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ (حدیث میں ہے) مسلمان اپنی کی ہوئی شرطوں کے پابند ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اِس پر دلیل ہے کہ اگر تاوان کی نفی کی شرط کی ہو تو تاوان نہ ہوگا اَور اگر تاوان کے وجوب کی شرط کی ہو تو تاوان ہوگا۔ اِن تصریحات سے یہ اُمور حاصل ہوتے ہیں۔

(i) تاوان کی شرط کرنا مقتضائے عقد کے خلاف نہیں ہے صرف شرط کے اِطلاق کے منافی ہے ورنہ تو اَمین پر کبھی تاوان ہی نہ آئے گا۔

(ii) مصلحتِ عامہ تقاضا کرتی ہے کہ حکومت اَجیروں پر تاوان کا قانون لاگو کرے۔ مدونہ میں ہے کہ مازال الخلفاء يضمنون الصناع (خلفاء ہر دَور میں کاریگروں پر تاوان کا فیصلہ دیتے رہے)۔

(iii) اِمام اَحمد رحمہ اللہ اَلْمُسْلِمُوْنَ عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ (مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں) کے قاعدے کے تحت تاوان کی شرط کو بھی داخل مانتے ہیں۔

شیخ محمد علی تسخیری لکھتے ہیں کہ اِس سب کے باوجود ہم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ آراء ہمارے مسئلہ سے متعلق بھی ہیں۔

ہم کہتے ہیں :

اگرچہ ہم صکوک کے نظام سے مطمئن نہیں اَور معاییر شرعیہ میں بھی قیمتِ اِسمیہ پر واپس خریداری کی شرط کو ناجائز کہا ہے لیکن یہاں ہم مولانا تقی عثمانی مدظلہٗ کی شدت کو اَور اُن کے اِستدلال کے خطا ہونے کو ظاہر کرتے ہیں۔ مولانا مدظلہٗ لکھتے ہیں :

''شریعت کی رُو سے وہ تجارتی سرگرمیاں جو حقیقی ہوں اُن میں رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاتی کیونکہ اِسلامی شریعت میں حقیقی نفع اَور نقصان دوامی طور پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں لہٰذا تجارتی صکوک میں اَصل ضابطہ یہ ہے کہ اُن میں حاملینِ صکوک کو اُن کے رأس المال کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی بلکہ وہ اَصل جائیداد کی حقیقی قیمت کے حقدار ہوتے ہیں خواہ وہ قیمتِ اسمیہ سے کم ہو یا زیادہ ہو۔''

(1) لیکن بیع بالوفاء میں واپس خریداری سابقہ قیمت پر ہی ہوتی ہے اَور حیلہ ہونے میں بیع بالوفاء اَور صکوک دونوں برابر ہیں۔ خود مولانا مدظلہٗ بیع بالوفاء کے بارے میں لکھتے ہیں :

''اَلبتہ بعض فقہائے حنفیہ نے کچھ خاص صورتوں میں شرط کو جائز بھی کہا ہے جیسے بیع بالوفاء میں وفا کی شرط اگر صلبِ عقد میں ہو تو اِس کو بھی بعض فقہائے حنفیہ نے جائز قرار دیا ہے۔ صاحبِ نہایہ نے اِسی پر فتوی دیا ہے..............لیکن چونکہ بیع میں یہ شرط ہے کہ جب کبھی بائع قیمت واپس لوٹائے گا مشتری کو خریدی ہوئی واپس بیچنی ہوگی..........'' (بلاسود بینکاری ص۲۴۲)

غرض بیع بالوفاء میں جائیداد کو سابقہ قیمت پر واپس خریدنا ایسے ہی ہے جیسے صکوکِ اِجارہ میں جس زمین کو صکوک کے ذریعہ سے خریدا اُس کی مدت ختم ہونے پر اُسی قیمت پر خریدنا لیکن پھر بھی مولانا مدظلہٗ نے سابقہ قیمت پر اُس زمین کو واپس خریدنے پر جس کی صکوک نمائندگی کر رہے ہیں شدت سے

رَد کیا ہے، اِس کو کیا کہا جائے۔ شاید یہ ذہول ہو۔

(2) پھر یوں بھی دیکھیے کہ حاملِ صکوک اپنی خریدی ہوئی زمین پر جو کہ اِجارہ پر دی گئی ہے اُجرت لیتا رہا ہے اَور مدت ختم ہونے پر اگر زمین کا مارکیٹ ریٹ بڑھ جائے تو حیلہ کرنے والا مدیر تو سخت مشکل میں پڑ جائے کہ پہلے اُجرت دیتا رہا اَور اَب زمین کی قیمت بھی زیادہ دے۔

(3) پھر مولانا مدظلہٗ نے صکوکِ اِجارہ کو مضاربت اَور شرکت کے صکوک کے ساتھ خلط کر دیا ہے۔ مضاربت اَور شرکت میں ظاہر ہے کہ رأس المال کی ضمانت نہیں دی جا سکتی اَور نہ ہی نفع کی ضمانت دی جا سکتی ہے لیکن صکوکِ اِجارہ کے حاملین کو یہ ضمانت دینا کہ بائع اِن صکوک کے پیچھے جو جائیداد ہے اُس کو وہ سابقہ قیمت پر خرید لے گا کچھ غلط بھی نہیں ہے کیونکہ :

(i) جب ہم نے حیلہ کر کے صورت کو قرض اَور سود سے نکال لیا اَور اُس کو بیع کی صورت دے دی تو اَب اِس کو پھر قرض ہی سمجھنا اَور قرض کے دائرے سے نکالنے کے لیے واپس خرید میں مارکیٹ ریٹ پر زور دینا بے وجہ ہے۔

(ii) پھر مارکیٹ ریٹ کے علاوہ ایک شق یہ بھی ہے کہ حاملِ صک اَور مصدرِ صک جس قیمت پر راضی ہو جائیں وہ بھی اِختیار کی جا سکتی ہے اِس شق کے ہوتے ہوئے صکوک جاری کرنے والوں کا کام آسان ہے کیونکہ وہ سابقہ قیمت پر یا اِس کے لگ بھگ قیمت پر اِصرار کر سکتے ہیں۔

(4) پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ شیخ محمد علی تسخیری نے سابقہ قیمت پر واپس خریداری کے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِسی طرح کچھ اَور حضرات بھی اِس شرط کے جواز کے قائل ہیں جیسا کہ حامد بن حسن نے اپنی کتاب صکوک الاجارہ میں ذکر کیا ہے۔ اِختلافِ رائے کی صورت میں ظاہر ہے کہ صکوک والے مولانا مدظلہٗ کی رائے سے اِختلاف رکھنے والوں کی رائے کو لے سکتے ہیں۔

اِسی طرح شیخ عبدالستار، اَبوغدہ اَور ڈاکٹر حسین حامد حسان نے بھی صکوک کے منشور میں قیمتِ اِسمیہ پر واپس خریداری کی شرط کے باوجود صکوک کے جواز کو باقی رکھا ہے۔ وما علینا الا البلاغ